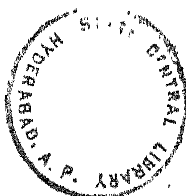
بفضل صانع ارض و سما و خلاق مکین و مکان

کتاب لاجواب از تصنیف شاعر شیرین بیان و ناظم یکتائی زبان شفقت حسین عرف

ابو المحاسن متخلص شمسی صانہ اللہ عن الشرور والحوادث

مسمی بہ



ریاض شمسی

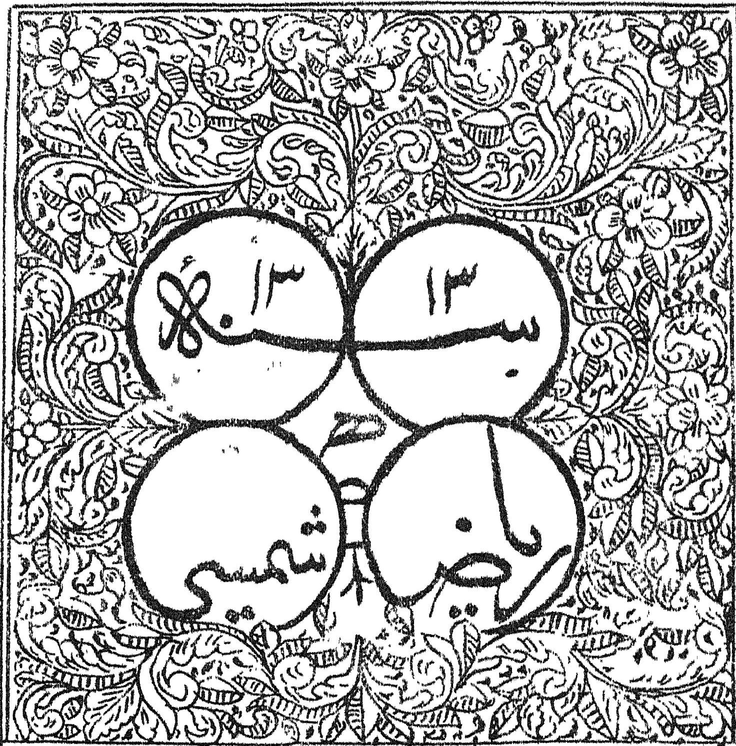
در سنہ ۱۳۱۳ ہجریہ

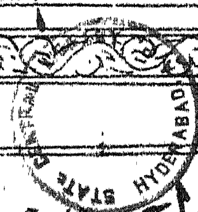
باہتمام بلیغ احقر جہان ناچیز محمد علیخان عفی عنہ

در مطبع عزیز دکن واقع چھتہ بازار مقبول جہان شد

اول (۵۰۰) جلد (جملہ حقوق محفوظ ہیں بیجا وضع لقمہ نقصان [illegible])

بفضلِ خالقِ زمین و زمان خداوندِ مکین و مکان





در مطبع عزیز دکن مقبولِ جہان شد



عرضداشت بخداوند خدایگان والا شان نیر سپہر برج کامگاری قافلہ سالار
میدان جلادت حدیقہ گلشن بختیاری انجمن آرائے بارگاہ جلالت فلک
اقبال مشتری خصال شمس اجلال فرخندہ مآل آصف جاہ نظام الملک مظفر الممالک
فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر فرمانروائے اقلیم دکن ادام اللہ ملکہ و سلطنتہ

گل گلشن بخت و باغ بہار — سر سرفرازان عالی تبار
قدمبوس ہمت ظفر ہم رکاب — نقیب اوسکی شوکت علم آفتاب
قمر مشعل آرا فلک بارگاہ — کرم سلطنت اور انجم سپاہ
مشیر اوسکا اقبال و دولت وزیر — خرد اوسکے ناظم عطارد دبیر
فلک اوج ہمت سے اوسکی خجل — بساط کرم سے زمین منفعل

الٰہی باقبال و جاہ و جلال
سلامت رہے تا صد و بست سال

سرافگندہ خامہ ہے تسلیم مین
مین بھی مودب ہون تعظیم مین

پس از دست بستہ یہہ بیہودہ گو
بصد منت و عجز ہے عرض جو

کہ اے کوکب بخت و عشرت قرین
ہوا دام غم مین مین دربدر مین

بس اب سہتے سہتے ستم بیشمار
گیا دل سے ایک بخت صبر و قرار

جگر خون و خون آہ و آہ آنکہ کی
بہا لیگئے اشک سب روشنی

مین کیا خستہ حالی کرون اب رقم
طریق مصیبت شریک الم

دل ناتوان پر پڑا بار سنگ
ہوا قافیہ روزمرہ کا تنگ

زبونی بخت اور قلم سخت ہے
لو قسمت کا مصرع بھی دو لخت ہے

مگر شکر ہے بعد مدت دراز
بامداد طالع ہوا سرفراز

رسائی ہوی بر در احتشام
کہ مقبل ہین جس درکے ادنی غلام

یقین ہی کہ بے مقصد آئے مراد
کرے بخت تدبیر سے اتحاد

بس اے صاحب عقدہ مشکل کشا
سرافراز ہو جائے یہہ بینوا

پڑی لطف کی اس پہ اب اک نظر — کہ اوقات تا چین سے ہو بسر

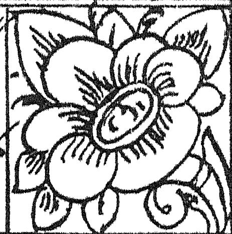
ہوا جاتا ہے صبر بے تاب اب — کہ اب انتظاری میں ہوں جاں بلب

نہیں بجز افلاس میں کوئی ساتھ — وسیلہ بجز ذات رحمت صفات

رہے سایۂ عاطفت میں غلام — دعاگو شہنشاہ کا ہر صبح و شام

الٰہی رکھ اونکو بگنج و حشم — باقبال دولت بطبل و علم

حوادث زمانے سے بیغم رہے — مظفر و منصور دایم رہے



گذارندہ عرضی براز رنج و شین

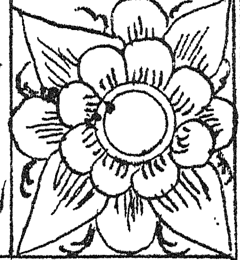
غمخوار دیرین شفقت حسین



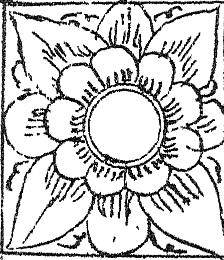
مسدس در مدح خاقان عالی گہر سلطان بحر و بر مسند آرائی تاج دیہیم سلطان السلاطین شہنشاہ والاجاہ کیوان بارگاہ انجم سپاہ شاہ شاہان زمین فرمانروائی اقلیم دکن نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان مظفر ممالک فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اے فکر رسا ملکِ سخن خسروِ اقلیم
خامہ ہو بصد عجز سر افگندۂ تسلیم

ہو قصر خیالی مین بر آمد پئ تعظیم
مضمون مین تخصیص ہو تقریر مین تعمیم



ہو لفظ مرصع سے ادا نذر سخن کی
اب بزم مین آمد ہے شہنشاہِ دکن کی

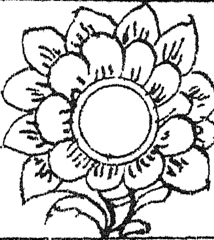


یہ بزم خوشی غیرتِ جمشید بنے آج
ہر زہرہ جبین صورتِ ناہید بنے آج

ہر ساغر مل ساغر امید بنے آج
ہر بزم نشین مطلع خورشید بنے آج



ہر شمع رواب روشنیِ طور ہو جل کر
تا سنگدل و سخت بنے موم پگھل کر

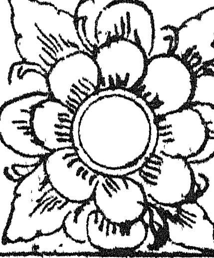


ہان مسند عزت پہ ہو خورشید جہانتاب
اور شیخ اکابر بنے برجیس اولو الالباب

دستور معظم ہو قمر دانشِ اعصاب
بہرام سپہ دار ہو یل رستم و سہراب



سر تا بفلک رایت اقبال کھنچا ہو
حیرت مین ہر اک صورتِ تمثال کھڑا ہو





کر طبع رسا سیر گلستان جنان کی
حالت وہ دکھاوٗ ہمین شہنشاہ زمان کی

کہیچون تا شبیہہ آج مین فردوس مکان کی
آصف کے بنی شکل سلیمان جہان کی

گذرا نہ خردمند کوئی پیر و جوان سے
نادر کو طبع اپنا کرے سیف زبان سے

اس فہم و فراست کا تو انسان نہین ملتا
مفلس نہین ملتا کوئی ذیشان نہین ملتا

انسان تو کجا ہے کوئی سلطان نہین ملتا
ڈہونڈو تو جز آصف کے سلیمان نہین ملتا

دم بند اسی پر ہے خردمند جہان کا
دانش سے لیا کام کمان تیر و سنان کا

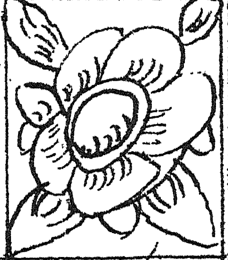
اوس گلشن دانش کا یہ ذیشان شجر ہے
اوس منبع الاوصاف کا خاقان گہر ہے

اوس تخم نکوکاشت کا سلطان ثمر ہے
آصف کا یہ محبوب علی خان پسر ہے

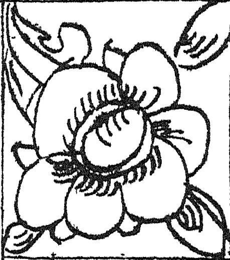
ہان تخم و شجر سب ہین ثمر ہی تو ہی ہے
پیارے ہین سبہی نور نظر ہی تو ہی ہے

یہ جان جہان فخر سلاطین ہے زمن مین
پتلی ہے اگر چشم مین تو روح ہے تن مین

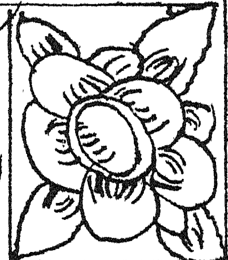
طوبیٰ ہی گلستان ہین تو شمشاد چمن مین | محمود اگر ہند مین محبوب دکن مین



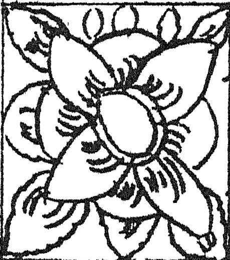
یون ظلم و ستم ہو گیا معدوم ہٹک کر
جون خار الم پائے تصور سے کہٹک کر



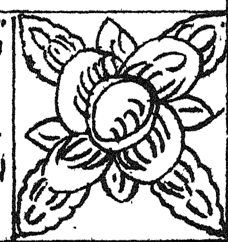
اقبال کمر بستہ اسی در پہ رہا ہے | خورشید چتر بن کے اسی سر پہ رہا ہی
اجلال خداوندی اسی گہر پہ رہا ہی | اور سکہ جہان گیری اسی زر پہ رہا ہی



کیا شک و شبہہ اسمین کہ یہ ظل الٰہ ہی
اقبال پہرا اوس سے کہ جو اس سے پہرا ہی



ناصر ہے غریبون کا شہ افضل و اعلیٰ | بیوا و یتیمون کا ہی پالنے والا
مان باپ کسی کا ہی کسی چاند اُجالا | ہے جاہ و حشم اسکا سکندر سے دو بالا



قایم ہے امان اس سے خرابات جہان مین
آسایش و آرام مکین کو ہی مکان مین



خورشید جہان تاب ہے یہ شعلۂ دل افروز | ہے خیرگی اعدا کے لئے دوست کو نوروز
شعشعہ سے ہے کہین اور کہین برق جہانسوز | اسکے لئے مرہم ہی تو اوسکے لئے دل دوز

کیونکر نہ حسد ہو شہ خورشید لقا سے
جلتی ہے زبان شمع فروزان کی ضیا سے

ہے فہم و فراست مین شہنشاہ یگانہ
حضرت کا سخن جلد سمجھتے نہین دانا

اور نکتہ باریک سے دانا ہو دوانا
باتو نین تو شیشے مین اتر جائے سیانہ

تقریر پر افسون سے مطیع اہل زبان ہون
شوریدہ اگر پیر تو گردیدہ جوان ہون

گذرا نہ جوان ایسا سلاطین جہانمین
جسکا کہ تصور ہو ہر اک طبع روانمین

چرچہ ہو شجاعت کا بہم پیرو جوانمین
کندہ ہو صفت دلمین ستایش ہو زبانپہ

وہ وصف پسندیدہ کہ دشمن ہین ثناگر
ملتے ہین تواضع پہ سر عجز جھکا کر

کسرے سے شہنشاہ کی عدالت کوئی پوچھے
حاتم سے شہنشاہ کی سخاوت کوئی پوچھے

عاقل سے شہنشاہ کی فراست کوئی پوچھے
ضیغم سے شہنشاہ کی شجاعت کوئی پوچھے

کامل ہے ہر اک فن مین استاد ہنر مین

جوہر کو پرکھ لیتے ہین بادئ نظر مین

اخلاق مجسم ہے شہا منبع الاحسان
یکتا ہے مروت مین تواضع مین ہے ذیشان

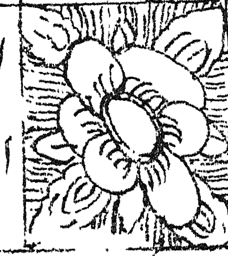
سلطان عرب مین ہے عجم مین یہہ ہے خاقان
جنات مین آصف ہے پرستان مین سلیمان




یہہ جاہ و حشم تو کوئی سلطان ہنین دیکھا
آصف کے سوا عہد سلیمان ہنین دیکھا

جب صید کا عازم ہوا سلطان ظفر ساز
بحری نہ رہے بحر مین بر مین نہ رہا باز

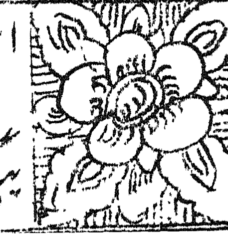
شاہین کا دم بند تہا گنجشک کا آواز
بس مرغ قفس روح نے قالب سے کی پرواز

اژدر بن و در بند مین آ ناگ رہے تھے
اور شیر بہی سایہ سے نکل بہاگ رہے تھے

گذرے کبہی جو شیر پہ شہ والا کی نظر سے
جاتا نہ ہو بندوق شرربار اثر سے

چہاتی پہ چڑہی اور نکل آئی جگر سے
بندوق ادہر سے چلی اور جان ادہر سے

اس برق سے بید ر کو بہی درد ہوا ہے
یہہ گرم ہوئی جب کبہی تن سرد ہوا ہے

ہان دست شہنشاہ مین یہہ دو بال عجب ہے
یہہ لب لبی دشمن کے لئے جان طلب ہے
ہر بال شرربار ہے پر پیچ و لقب ہے
بس صف شکن و شیر فگن اسکا لقب ہے

دو گھوڑے سے چڑھا کر جو یہہ چھپا پہ چڑھی ہے
دشمن مین نہین دم کے اجل سر پہ کھڑی ہے

جون رعد گرج جاتی ہی بجلی سے چمک کے
بے سر ہوا دشمن تو یہہ بندوق ہوی ہے
جنبش تو زمین کو ہوی صدمہ تو فلک پر
بیجان ہوا شیر تو سلطان مظفر

دو ایک قدم پیچھے یہہ چلتی ہے قضا سے
بے لاگ ہے شست اسکی ہر اک چوک و خطا سے

جو اسکی مقابل ہو تو بس جانکو کھو جائے
اس شکل اجل کو جو قضا دیکھ لے سو جائے
یہہ وہ ہے شرر آگ بنے باگ پہ سو جائے
تصویر اگر موت کو دکھلاؤ تو زرد جائے

دہشت سے یہہ دل پاس مین جن خوف و خطر مین
خورشید مین زردی ہی سیاہی ہی قمر مین

ایک شیر نکل آیا کہین کان دبا کر
بس جان سے پیاتا وہ چلا آنکہ بچا کر

جب چار ہوئے چشم دہن شست ملا کر | اک ضرب لگائی اُسے بندوق چلا کر

چھوڑا جو گرا گولی جگر چاٹ رہی تھی
اور رشتۂ انفاس قضا کاٹ رہی تھی

بندوق جو پھر آپ نے چھاتی پہ جمائی | اک شیر نیستان کو قضا گھیر کے لائی
اس آتش دو نال سے سر بھونکے کھائی | جان آپ نے لی خون تو گولی کو چٹائی

انسان کو سکتہ ہے ملائک پہ غشی ہے
۱۳۱۱
بدخواہ کو ندامت ہے بھی خواہ کو خوشی ہے

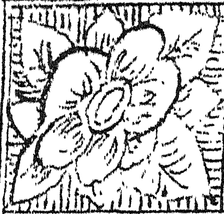
بازوئے شہنشاہ سے زبردست ہوئے زیر | ہاں جلدی سی سال ہین چودہ ہین ہوئے شیر
اسے شمسی گستاخ مگر زیادہ الٹ پھیر | کہ ذات شہنشاہ کی توصیف سے ہے سیر

ہاں حمد و ثنا اس سے زیادہ نہین درکار
کہ حق کا وہ طالب ہے خوشامد سے ہے بیزار

صد سال سلامت بکرامت رہے یہ ذات | با طبل و علم حشمت و شوکت رہے یہ ذات
با گنج و گہر افسر و دولت رہے یہ ذات | با عظمت و شان تا بہ قیامت رہے یہ ذات



قشقہ ہی خاک کا سرکش کے جبین پر
اور نام شہنشاہ کا کندہ ہو نگین پر



سلطانِ سلاطین ہو اور مالکِ اقلیم
زیبندۂ اورنگ ہو اور زینت دیہیم

پھر مرجع خلق اللہ ہو اور قابل تسلیم
ذیحشمت و توقیر اور واجبِ تعظیم

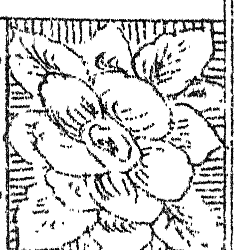


سکہ چلے محبوب علی خانِ زمان کا۔
بس شاہِ دکن رشک ہو شاہانِ جہاں کا



ہاں جاہ و حشم و افسر و لشکر ہو مہیا
کلیل نگین خلعتِ پر زر ہو مہیا

ہو زیر نگین ملک مظفر ہو مہیا
گیتی کے لئے زینت و سرور ہو مہیا



بس مالک اقلیم ہو اور شاہ زمن کا
دنیا مین چلے سکہ شہنشاہ دکن کا۔



قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان نوشیروان دوران سریر آرائے دیہیم تاج
السلاطین آصف جاہ نظام الملک ثانی مظفر الممالک فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر
لازال شمس اقبالہ طالعۃً و سیف سلطنتہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مسند آرای جهان گشت مرهم خاطر فگار ‌ ‌ خستگان را مژده باشد که بهار آمد بهار

سرو قد فولاد تن آهن جگر فرخ نهاد ‌ ‌ لرزه در میدان بیفتد که سوار آمد سوار

جوهر از سر دانگی خیره شد دست و تیره گشت ‌ ‌ خوان انجم از فلک بهر نثار آمد نثار

قصه دریا دلی هرگز نگنجد در قیاس ‌ ‌ که از آن قطره دریای بی‌شمار آمد شمار

صولت مدحت چنان در خاطرم افتاده است ‌ ‌ که مضامین صف کشیده چون قطار آمد قطار

بارک الله منبع الاحسان و اخلاق کرم ‌ ‌ ذات والا مرتبت جای هزار آمد هزار

مهر اخلاق و صفات بر گذشت از اوج شان ‌ ‌ شهره آفاق تو در هر دیار آمد دیار

هیچ شک در دل ندارم که توی فریادرس ‌ ‌ چون خروشم که ببین حاجت برآر آمد برار

کس شنود این حکایت بر پی دیدار تو ‌ ‌ مثل سیماب بخاطر بی‌قرار آمد قرار

گر بگوشش جنگجو نعره رعد آسا رسد ‌ ‌ پای بر سر تا بجان اش فرار آمد فرار

یا الهی آن شه فرخ‌جاه در این عشرت‌کده ‌ ‌ شادمان باشد برو سال هزار آمد هزار

تیره بختی دست گیرد هر کسی خواه او است ‌ ‌ مهر انور طالع او چون نهار آمد نهار

تیمیه این چه گفتار پریشان است و زار ‌ ‌ لیک داری دم شنیده شاید بکار آمد بکار

غزل

سر بسر ہے حسرت اوس سیخ نیرنگ فن کا
بھی دلبر ہوا ہے پشیوا گمراہ مدفن کا

کئے عاقل ہزار اون سامنے مجنون ہو آخر
یہہ ادنی شعبدہ تہا اوس پری کے سحر چتونکا

کیا سب عشق ہے گل خوبو رفابت کا کرین دعوی
کرا لالہ ہے جگر غم مین ہو کبودی رنگ سوسن کا

ادہر تو سخت جانی ہے ادہر ہے سنگدل جانان
اقل جگر بہی عالم سوز ہے اون سنگ آہن کا

اجل بہی ہم ستم کش بد نصیبون سے گریزان ہے
کیا تہا سیف تین بارے ہوا ہے قتل دشمن کا

یہہ کالے جعد عنبر کے اثر سنبل کا رکہتے ہین
نہین ہرگز اترتا ہے چڑہا یہہ زہر ناگن کا

نکصان تیرے بخت ہیں کہ دشت پاسے فنا ملتی
ہوا پامال یہہ بد بخت اوسکی نعل توسن کا

ہوے ہین شیسہ آپ قشقہ کتنے کب مسلمان تہے
اجی کل کاٹے تہے اشلوک ہندو بت برہمن کا

غزل

جب سے عاشق ہو گیا ہون اوس رخ ماہ تابکا
رشک جو یان جہان ہون وہ الم احباب کا

جام دے ساقی لبالب وہ مئے مل ناب کا
منکشف ہو تا نشہ مین حال بحر خواب کا

کس طرح نکلے مضامین اس پریشان بحر سے
سطر جس کے جال ہو اور ہو صفحہ آب کا

لا ات الفت جسنے بارے پلیا جام فنا
تیغ تو سب مرچکے اب کل ہوف سے قصابہ کا

یہ کہ طلسم حسن ہی بیمار اس کا ہے جنون
تا بمحشر خاک یہہ ٹہ پیگا در افضل باب کا

اشک رانی ہے مری گوہر فشانی دوستو
اندلون اخوان بناہون جب ملاقات باب کا

مشک تیری ہے نہ ہو نفس آیا مریض عشق کو
پیچ کیا جانے مسیحا غش ہی سنبل تاب کا

شمیم حکمت شرع الفت بیان ہے بحر مین
یہ سخن تاج سخن ہے دُر زبان نایاب کا

غزل

سوز دل مرہم کے رکہنے سے فروزان ہو گیا
جب ہوا کا زور بڑہا پر روشان ہو گیا

سوختہ دل کی نہ رہے جب اُٹھی ہوا آہ دل
دود شب مین خونسے سورج بھی پنہان ہو گیا

جب لکھی مین نے صفت کچھ زلف پیچان کی تری
باغ مین پھر رشک سے سنبل پریشان ہو گیا

کیا غضب ہین پیچ کاکل گھات دل پہ چل سکے
کیسے بل کھاتے ہوے دانا بھی نادان ہو گیا

آس ہین بوسی کے عاشق تھا تمہارا ان لب
ہای آخر آج پر حسرت وارمان ہو گیا

اپنے اشک مسیح غم بحر الم سے لای ہے ہم
دیکھ کر دریا جب سر پر گریبان ہو گیا

اے تو راہ عشق مین جنگل سے کیسے حالت ہے تری
کہ مسافر گور کا دنیا کا مہمان ہو گیا

خط عارض نے تری پہچانہ چھوڑا ابدر گ[illegible]
زرق موران ملک مین لاشہ پہچان نہ گیا

کیوں جی شمسی چکھے چکے کیسے مزے ہیں عشق کے
پھلی ٹھوکر میں اجل کا سر و سامان ہو گیا



غزل



بس میں بتوں کے نیچے ہیں ناز و ادا کے ہیں
ہم تو اسیر پھندے ہیں زلف دوتا کے ہیں

الجھے ہوسے جو زلف میں ماہ لقا کے ہیں
جالے میں ماہ کے نہیں پانے قضا کے ہیں

بے منت و طلب جو تم آئے شب وصال
ای جان سن اثر یہ ہماری دعا کے ہیں

بزم عدو میں جاتے ہیں اٹھتا نہیں قدم
دامن گرفتہ ہات میری التجا کے ہیں

سنتا ہیا وہ شوخ شرارت میں ہے بھرا
باتیں غضب کے ہیں تو جفائیں بلا کی ہیں

شوخی نکر بس اسے دل خانہ خراب جیب
پابند وہ صنم بڑے شرم و حیا کے ہیں

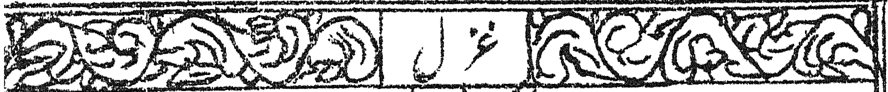
گر تشنہ خون وہ ظالم سرشت آپ ہوں تو کیا
پابند ہم بھی تو رہ صبر و رضا کے ہیں

کوتاہ کرو نہ دست تظلم کو میرے جان
عادی ستم جو سہنے کے خوگر جفا کے ہیں

بے سر ہوسے جو لاکھ تو مجروح صد ہزار
اوسکے تو ناخنوں میں ہنر دلربا کے ہیں

پیرو صحابہ کے مقلد ہیں آل کے
یہ خوبیاں لب امت خیر الوریٰ کے ہیں

خاموش شمسی اپنے زبان کو لگام دے
یہ یاد رکھ کہ کوئی ہوں بندے خدا کے ہیں



غزل

ای ساقئ بزم طرب ہون جان بلب بیچان مسکین
اک مجھ پہ ہے غیظ و غضب بے سبب دلدار مین

ہے شادمان ہر اک بشر سرسبز ہین نخل و شجر
اک مین ہون تفسیدہ جگر و لب تشنہ رنج و محن

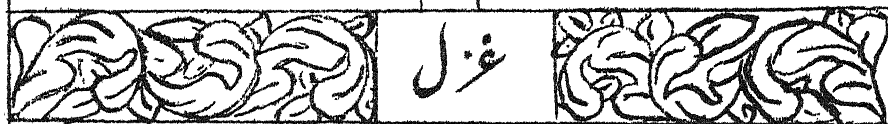
ہے فیض کا چشمہ روان سیراب ہین خورد و کلان
لیکن مین اک ہون نیمجان جسکی لب تشنہ دہن

رکھتے ہین غرباب سیم و زر ہین مالکِ گنج و گہر
ہم پھیر رہے ہین در بدر محتاج ہین اہل وطن

اردو پڑھی سردار ہی ہر کام مین ہشیار ہی
یان فارسی سب کار ہی عربی تو ہی مشق کہن

جو لوگ ہین ذی تعبیر و جاہ قانون ہی دستگاہ
جنکی ہے کچھ حالت تباہ کیا جانتے ہین علم و فن

حالت لکھی ہے سر بسر ہے آپکے پیش نظر
ہے عرض جب کچھ تو ذرا دیکھین یا سلطان دکن



غزل

واہ کیا طلعت دلکش ہے و ساحر چیتون
ناز و انداز نرالے ہین دو بالا جوبن

اچھی معمار قضا ہست کا باندھ ہے مدفن
ناوک انداز نرے ہووین جو چشم پر فن

قتل لاکھون کو کیا تو نے و لاکھون کو اسیر
زلف و قد تاثری سکار ہین آنکھین رہزن

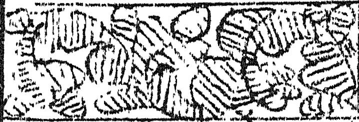
دم گلگشت نظر گل سے ہوئی جب دو چار
تو طپانچون سے ادا کے ہوئی نیلی سوسن

جسقدر جی میں آئے تیرے ستا لے ظالم
دن قیامت کے مرا ہاتھ ہے تیرا دامن

نوحہ گر موج ملاطم ہو شب زن بحر اشک
ماتم شمع سے ہیں بپا ہی بجھ بکاؤ شیون



غزل



کنارے ہوتی جاتی ہے نجات آہستہ آہستہ
بہی جاتی ہے کشتی حیات آہستہ آہستہ

نفس بھر بن لیا کرتی ہے بحر نور و ظلمت میں
و دوریا سے گذرتی ہے ثبات آہستہ آہستہ

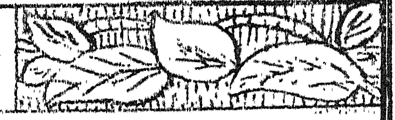
بجھ ملاح قضا سو تو ڈالتی ہے کشتی کو
کہاں رہ ہے لئے جاتا ہے سات آہستہ آہستہ

خوشی سے بھر شہ کی خبر اسکی نہیں ہوتی
کہ کھینچ لیتی ہے حیات آہستہ آہستہ

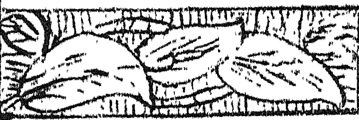
اُٹھی کس مصیبت سے ہوا حیرت کا دن آخر
کہ پھر سر پر چلی آتی ہے رات آہستہ آہستہ

جوانی ڈھل گئی شوقی شب پیری نے آگھیرا
ہمیں اب لینے آئی ہے وفات آہستہ آہستہ

فنا کے دوش پر حسرت کا بھرا بالا یکر دیکھو
چلی جاتی ہے شمع کی برات آہستہ آہستہ



غزل



نعرہ جو کردن آہ دل بستم سے نکل جائے
گیتی کو تزلزل ہو فلک پر ڈھل جائے

حسرت کا تقاضا ہے لب گور ہو جلدی سے
امید کا کہنا ہے کہ بیمار سنبھل جائے

شعلہ ہے بھبوکا ہے سراپا وہ بت ناز
سایہ جو پڑے شمع پہ فانوس میں جل جائے

سمجھا ہیں تماشا ہیں وہ کریں اہل خوشامد
گلگشت میں گلشن کے اگر دل جو بہل جائے

ای حور لقا وای پری چہرہ و گلفام
لیلیٰ ترے مجنوں کو اگر دیکھ لے جل جائے

کس دن کی دعا مانگوں میں کس رات کو رووں
دن حشر کا ہے رات قیامت کی جو ٹل جائے

اوس شوخ سے کہدو کہ دم تیغ نہ آ لے
[illegible]

تشنہ ہے جو ہی شوریدہ سر یہ طبیعت
شکر ہے غزل عرق ندامت میں وہ گل جائے

غزل

کیا بتاں خود غرض سے آشنائی کیجیے
درد دل کی خود غرض سے کیا دوائی کیجیے

ای دل ناداں نہ مانی کچھ بھی تو نے عقل کی
اب جنوں میں آپ اپنے تنگ ہو کیا کیجیے

دلربا دلبر وہ دل لبریز دونوں ہیں قریب
وصل کس سے ہو بھلا کس سے جدائی کیجیے

بستۂ زنجیر الفت ہوں اسیر رنج و غم
سنگدل کے در پہ کیا خاک اب رسائی کیجیے

حسن دل آویز ہے تجھکو کیا تیرا اعتلام
اب برائی کیجیے یا کچھ بھلائی کیجیے

اختر اپنے یا نہیں جو کر گزرتا ہے کیا
شکر اگر اچھا ہے اچھا بے وفائی کیجیے

تمیز ہوئی تو یہاں ایک کام بھی چلتا نہیں
ہاں مگر کچھ شعر ہی او بے بہائی کیجیے

غزل

ٹپکتے ہین جو قطرے عرق کے گریبانِ جاناں سے
گہر دیکھو برستے ہین پیاپے ابرِ نیسان سے

چھپکے ہین چاہ پر دیوانے اوس آشوب دوران کے
عجب کیا جو نکل آئے شراب چاہِ کنعان سے

شہید خنجر ابرو کو دفنا چشم مرقد مین
مژہ نشتر جب ہو پوچھ اپنے خون آلودہ دامان سے

نظربند آنکھ مین رکھ کے دو کالو کی ڈر اٹھے
نکل جاؤن سمٹ کر جسم ابھی ہستی کی زندان سے

ہوا کی دست و پائی سے کہتے ہین تنہو کا کل
پر چھپے دب گئے ہوتے ہین یہان زلف پریشان سے

ہوا لے کفر و نشر کا اب ہر گئے سر کا الشہ
خدا پالا نہ ڈالے تشمے اوس بے دین ایمان سے

غزل

تغیر ہے رخ دلبر غم آتش نہانی سے
شمع رو ہین گیا ظالم میری اخگر فشانی سے

کیا ہر چند سینہ مین شرر آہ دل مخفی
ز راہ دیدہ نکلی آہ صد کئے لن ترانی سے

زیارت اوس مہ انجم کی سادہ روز نگر تا دل
گہر بن رخ نگاری کو وہ نکلا اشکرانے سے

تمہاری عشرت ہر شب کے بدلے کے فلک
وہ گردان گردش ساغر سے مین دور آسمانی سے

نہ ہوگا ناتوان مجھ سا جہان مین اک دل بسمل
نہ ٹھیرا کا خنجر بران سے چلے جانکے گرانی سے

مجھے وہ جان ملب تھی کچھ بولے کیون نہین مرگئے
پھر طعنے ہم سنا کرتے ہین اپنی سخت جانی سے

مرقع حسن کا ایسا ہوا ہی بحر بیت زیبا
تحیر ہے نقش نقش و رنگ سے ہم بہزاد و مانی سے

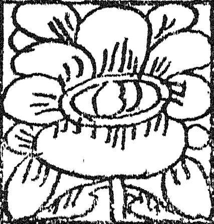
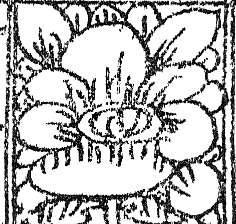
سخن تو شمسی بھلا اسی تجھین کیون خود ستائی ہی
خلل آیا ردی مین قافیہ کی تنگ دامانی سے

مسدس در بیان معراج خواجہ سرور دو عالم اشرف الانبیا فخر آدم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

اے خامۂ اعجاز کچھہ اعجاز دکھا دے
اے منشئ الفاظ کوئی ساز سنا دے
اے لعبت مضمون کچھہ انداز بتا دے
اے جوشش طبیعت مجھے ممتاز بنا دے
تقریر فصاحت و نزاکت سے بھری ہو
سیر نہین اگر حور تو صورت مین پری ہو

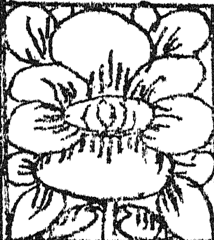
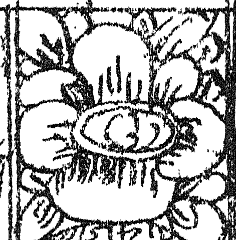
کھینچ جائے وہ نقشہ کہ ہو مانی کو تحیر
ڈھل جائے وہ مضمون کہ ہو ہر دل کو تحسر
الفاظ مین معنی ہون وہ معنی مین تقرر
ہو غیر کے پر تو سے طبیعت کو تنفر
جو کچھ کہ کہون خاطر دلگیر سے نکلے
جانکاہ ہے وہ دل سوز ہو تدبیر سے نکلے

تحسین سے وہ مرقع کہ ہو بہزاد بھی ششدر | گلدستۂ مضمون سے دل و جان ہو معطر
ہر سطر میں ہو لخلخۂ زلف معنبر | ہر حرف درخشندہ ہو مثل مہ انور

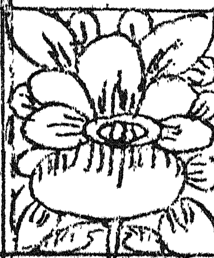
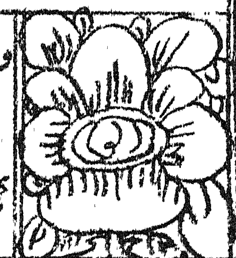
تقریر ہے جس سے کہ غشی پیر و جوان ہون
جو تم میں نگین ہو وہیں تو سکتے میں مکان ہون

تحریر عبارت در معنی کی لڑی ہو | تقریر سلاست کی چھٹی پیہ جھڑی ہو
تار سخن پیش نظر نیک گھڑی ہو | جب ہاتھ دعا کا اٹھے تاثیر کھڑی ہو

اے درد سخن سوز ہو پتھر کے جگر میں
آنسو بھی مین دریا میں تو اخگر اٹھیں بر میں

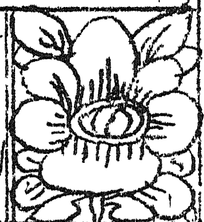
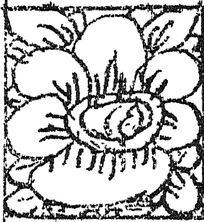
اے فکر خیابان تو حضور چمن ہو حاضر | ہر بار سخن تازہ گلون سے ہو معطر
سرون سے بھاک جائے بوئے نافۂ اذفر | مستی میں ہن گئیں جھومنے شمشاد و صنوبر

وہ نخل لگا دے تو گلستان جہان میں
پھل جس کا نہ انجشے بہجے باغ جنان میں

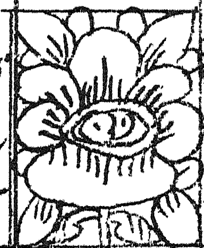
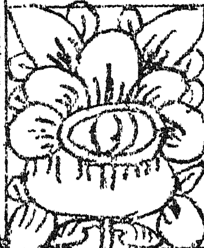
غواص خیال آب در شہوار دکھا دے | نیرنگ سخن ملک کہربا بنا دے

جناس سخن کا سرِ بازار لگا دے | سنجیدہ و عاقل کو خریدار بنا دے

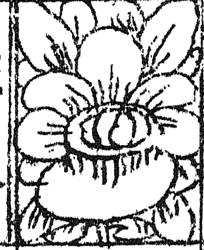
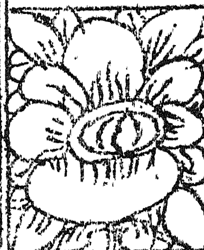
حرفون کے صفین باندھ مضامین کے پھر باندھ
الماس و گہر باندھ جو کچھ باندھ کھرے باندھ

دوانفِ اسرارِ طبیعت ہین ہو جدت | لفظون مین رعایت ہو تو مضمون مین شراکت
دل پھسلے بیان پر وہ زبانین ہو سلاست | بندش مین درستی ہو عطا کر وہ مہارت

تقریر کہ محو اُس سے ہر اک فرد بشر ہو
سکتے مین خبر ہووے کسیکی نہ کسیکو

کیا حال ہے شمسی جی کیا دل مین ٹھنی ہے | وصف نہیں زبان سے ارے یہ بسنے زنی ہے
کیون جامے سے باہر ہوئے یہ کیا گفتنی ہے | ازور طبیعت یہ تری یا بسنے کنی ہے

بیتاب جو گھر کتا ہے وہی جلد جھڑے گا
جب گل کھلے گل چین کا وہین ہاتھ پڑیگا

حاجت نہیں افشانکی کبھی زہرہ جبین کو | مشاطہ نہیں چاہیے کبھی روئے حسین کو
زربفت نہ درکار کبھی ساق سیمین کو | پروانہ تجلی کی سلیمان کی نگین کو

پھول اُس کو نہیں کہتے کہ مہکے نہ دکانے
اظہار ہو خوشبو کا پھولا رے کی زبان سے

موصوف وہی ہے کہ صفت اُس سے ہو موصوف
موصوف کے افعال صفت سے ہیں معروف

عاشق اُسی کہتے ہیں کہ الفت سے ہو مالوف
ورنہ یہ مثل سب میں ہے مشہور و معروف

ان بچے کو اپنے کبھی بجدا نہیں کرتی
اون بھی وہی کو کبھی گھٹا نہیں سکتی

توصیف کی جائے جو موصوف کے رو برو
موصوف بخشش اُس کا ہے اوصاف ہیں ہدیہ

محمول خوشامد سے اُسے کرتے ہیں خوشخو
اکثر یہ لکھا کرتے ہیں موصوف و صفت کو

اک تیر خطا لگتا ہے سو فار دہان سے
سنتا جو بلیغ آپ کو غیر و نکی زبان سے

سنجیدہ مزاج ان کو نہیں کہتے ہیں عاقل
بیوداد سخن چاہتے ہیں بر سر محفل

اقرار کیا کرتے ہیں بیجا جو مشاغل
مونھ دیکھے سو تعریف [illegible]

غفلت میں جسے وصف سمجھتے ہیں وہ ذم ہے
آپ اپنی مذمت کی حماقت یہ کیا کم ہے

انسان وہی ہے کہ سر عجز جھکائے
اعلیٰ وہ دماغ اور نہ ہیں تکبر سمائے

دلدار وہی کہ خودی خود سے ہٹائے
کامل و سخن سنج کہ توصیف بجا ہے

حاجت نہیں کہنے کی بھلا ہے یا برا ہے
پرکھ لیا مدے کے جوہر کا جوہر جو کھرا ہے

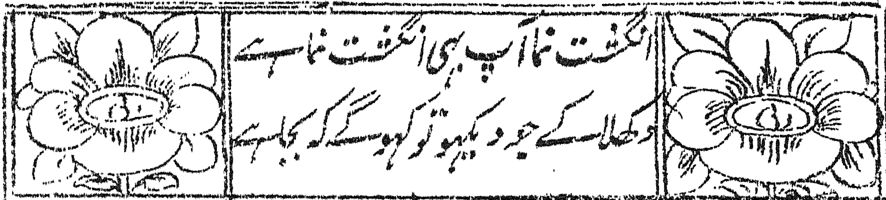
جو عقل و فراست ہو تکبر سے ہو مقصود
اس سے بہتر تو جاہل ہیں شداد و نمرود

اترا سکے جو شخص [illegible] مردود
کی اپنی تعریف [illegible]

بیجا ہو کیا تعریف کہاں کو بھلا اسے
کیا کیا کیا کام جہان میں بھلا اسے

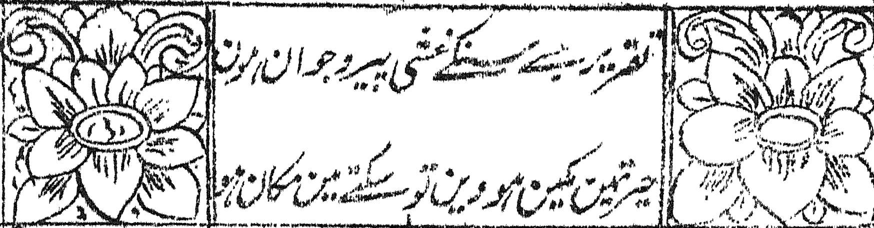
قربان اس ارشاد کے کی خوب نصیحت
کہوں نہ کہو گے تو کھلے گی سفاہت

آپ اپنی صفت کرتے ہیں جو ہیں یہی مذمت
گر لاکھ چھپاؤ گے چھپے گی نہ [illegible]



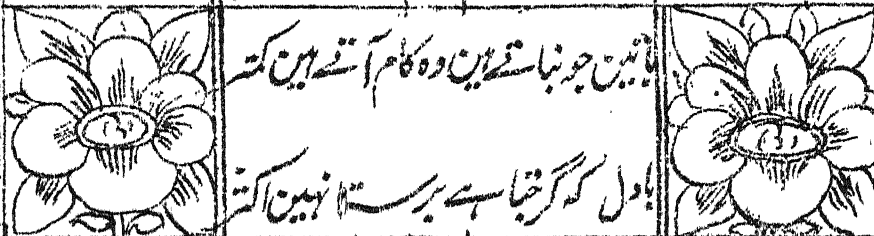
انگشت نما آپ ہی انگشت نما ہے
دکھلا کے جو دیکھو تو کہو گے کہ بجا ہے

بس نفس مطالب کہو باتین نہ بناؤ	یہ جیسے حوالے کسی بچے کو سکھاؤ
بہلاؤ نہ باتون مین صحب مثال نہ جاؤ	وعدے کے مطابق وہی تقریر سناؤ



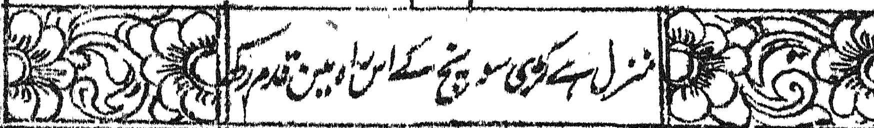
تقریر ہے سنکے نعشی پیر و جوان ہون
جیز تحقیق کہین ہو وہین تو سکتے مین مکان ہون

زیب عبارت تو بتاؤ کہ کہان ہے	جو کچھ کہ یہان لکھا ہے وہ سب بے معانی ہے
تقریر دل آویز ہے نہ سحر بیان ہے	جو چاہتے کہتے ہین آپ کہ پاس نیز زبان ہے



باتین جو بناتے ہین وہ کام آتے ہین کمتر
یا دل کہ گرفتہ ہے یہ رستہ نہین اکثر

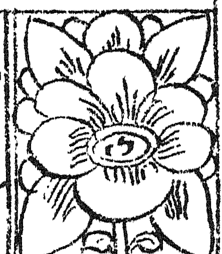
خود سر بیہ خیالات سے لڑتی ہے طبیعت	انکار مین بن بن کے بگڑتی ہے طبیعت
مطلب سے مضامین سے جھگڑتی ہی طبیعت	تب جال مین شہباز سی پڑتی ہے طبیعت



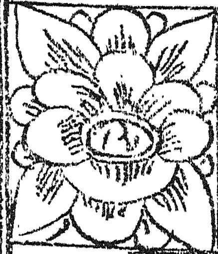
منزل ہے کڑی سو پہنچ سکے اس راہ مین قدم رکھ

ہاں خوب سمجھکر سر قرطاس قلم کھینچ

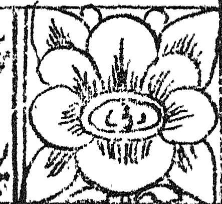
ہان بہر طبیعت کرو معراج سخن کی
اٹھ جاے ابھی بحر سے امواج سخن کی
صف بستہ گزر جاے اب افواج سخن کی
بالاے فلک پہونچے صدا آج سخن کی



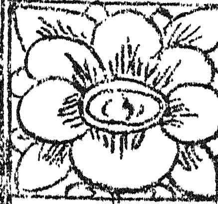
وہ چہچہے بیٹرا نہ کرہو غل صلِّ علیٰ کا
سیارۂ فلک آج ہے محجوبِ خاکا



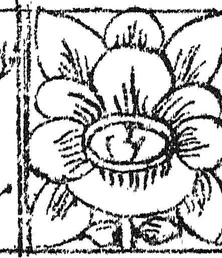
منہ کے پہاڑ و ہمیت چھپا نیر اعظم
ہنگامہ شیاطین کا ہوا درہم برہم
ہوتے ہین ملایک کے گروہ دربہ فراہم
بالاے فلک جاتے ہین فحتار دو عالم



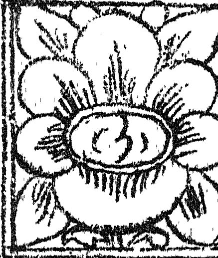
پردہ شرِ باہیم کا اٹھا وہ احد ہین
پہونچا نہ نبی کوی اس گرد کی حد مین



ایک جاے در ظلمت مین جہاں لیٹی تھی اور آن
اور دامن غفلت مین ہر اک جسم تھا پنہان
دانا تھے محو خواب تو بدخواب تھے نادان
جنات تھے بیدار نہ انسان تھے نہ حیوان

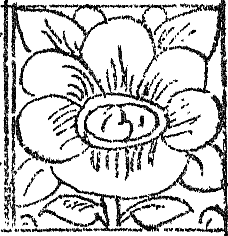


ظلمت مین اجالا اٹھا تمر تھا نہ جلا تھی
منہ تکتے تھے اوس شب کا قمر ماہ لقا بھی



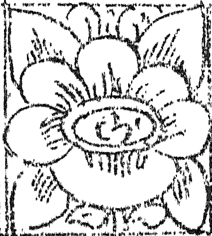
کیا رات سہانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
اپنے سے جوانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

احمق یا دیوانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
واللہ وہ سہانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی



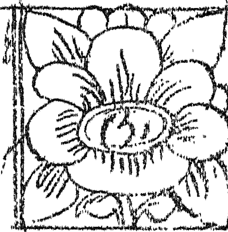
رحمت کا وسیلہ تھی شفاعت کا سبب تھی

شب گشت ادھی شب میں تھی سلطان عرب کی



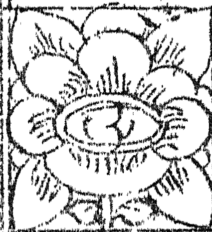
عالم پہ جو ظلمت تھی وہ تھا پردہ اخفا
جھوٹا ہوا بو جہل تو صدیق ہوا سچا

عادل ہو عمر شرم میں عثمان ہو یکتا
قیاس تھی علی ابن [illegible] سب پہ [illegible]



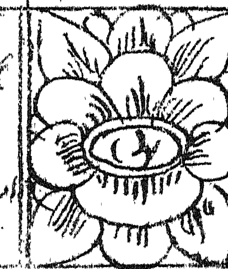
ان صدق کہیں عدل کہیں شرم بنی تھی

کیا نقد رقم حکم مقدر میں بٹی تھی



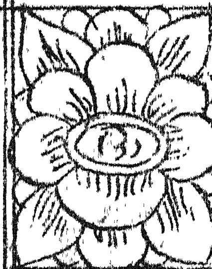
ہجرت میں لاثانی سخاوت میں تھی یکتا
بےمثل ولایت میں شرافت میں تھی یکتا

سلطان دو عالم تھے جو قربت میں تھی یکتا
بس جلنے پہ مظلوم شہادت میں تھی یکتا



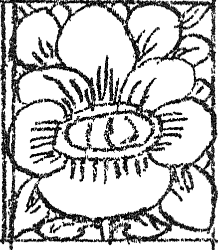
جو سوکھے تھے پیاسے تھے گرفتار بلا تھے

امت کے شفیع اور تہ تیغ جفا تھے

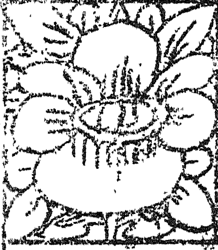


یہ حرف شکایت تہ زبان پہ کبھی آیا
گھر بار لٹا اور غم فرزند بھی کھایا

اف تاک نکہا سرکو جو خنجر سے کٹا یا
ہاں یہ تو کہا بخشش دہی اسدق کو خدا

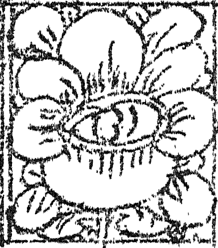


اوسکی یہ رعایت نہ جسے پاس ادب ہے
ہم بغض و حسد سے کریں منسوب غضب ہے

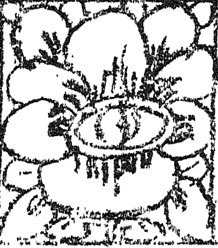


عالم تو تھی تاریک پر افلاک تھے پر نور
ظلمت تھی گہری یہاں تو وہاں نور تھا مشہور

اک خانہ نیرنگ میں دو رنگ تھی مستور
دنیا میں شب قدر تھی بالائے فلک حور

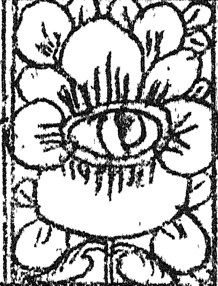


محجوب و محب شب میں وہاں عید ملے تھے
بالائے فلک یاں مہ و خورشید ملے تھے



کیا قدرت خالق تھی کہ دن رات تھے اک جا
اللہ رے شکوہ تجلی مہ و ساعت تھے اک جا

کیا رعب تھا کہ نور و ظلمات تھے اک جا
بس غور کرو کہ نفی اثبات تھے اک جا

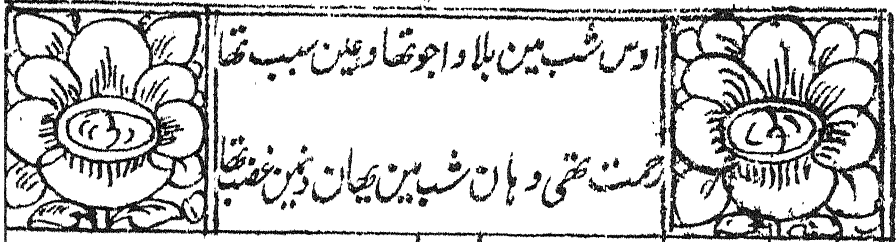


ملنے سے شب و روز کے دن سا گہ تھے
رویت سے مہ نو کے مہینے دو گئے تھے

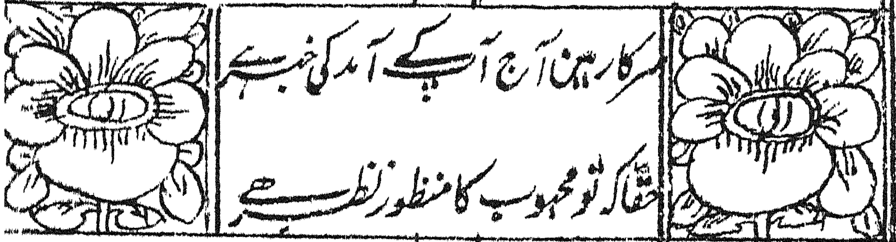


کیا حکمت غیب تھے اور شان الٰہی
اک قطرہ رحمت میں تھی غرقاب خدائی

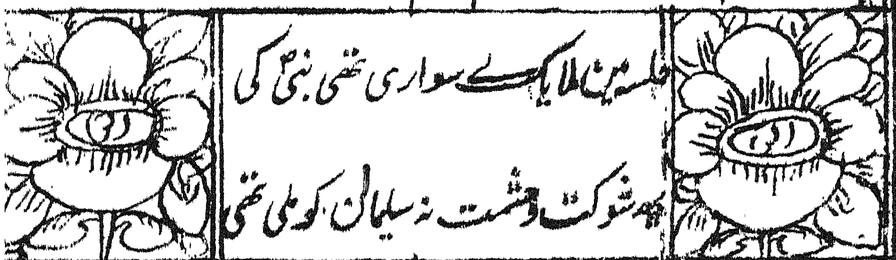
اک دن تھا کہ الجھی پائی نہ رہائی
تھا رد و عالم ہوئے اک رات دوائی


اوس شب مین بلا واجو تھا وہی سبب تھا
رحمت تھی وہان شب مین یہان ذہن غضب تھا

بیدار ہوے خواب سے جب سرور عالم
اک نور دیکھا فرش سے تا عرش معظم
انوار وہ اسرار جلو ریز تھے باہم
جبرئیل امین نے بادب عرض کی اوسدم


سرکار ہین آج آپ کے آمد کی خبر ہے
مشتاق تو محبوب کا منظور نظر ہے

قدرہ وہ پہنا کے رسول دوسرا کو
پہنائی قبا نور کی خورشید لقا کو
پھر برق مجسم منٹھا یا جو شہا کو
نعل تھا کہ لو فانی سے چلے دار بقا کو


حلہ مین ملائک سے سواری تھی نبی کی
یہ شوکت و حشمت نہ سلیمان کو ملی تھی

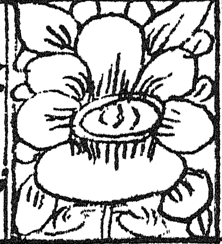
انسان کی صورت تھی وہ حیوان کا پیکر
اشتر کی سی گردن تھی تو قامت مین تھا خچر
جون برق خرامان تھا جو بے پر کے وہ شہپر
تکتی تھی ہوا اوسکو دم سرد بھر بھر کر

نسبت تھی اوسے برق سے نہ باد و شرر سے

آگے بڑھے رہنما تھا الٰہی کو سن کے

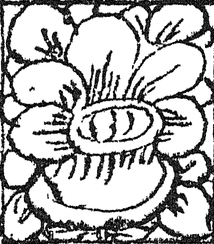
اک ہین جو اعجاز تو مرکب مین کرشمہ — یہ بحر رسالت تو ہدایت کا وہ چشمہ

یہ حجت خالق تو نبوت کا وہ سرشمہ — دعوت کی ادا اس سے بجا لایا وہ ذمہ



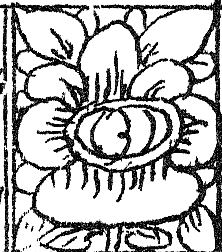
جو راکب مرکب سے عیان جلوہ گری تھی

ظاہر تھا کہ قبضے مین سلیمان کے پری تھی



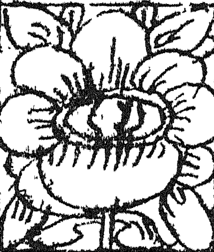
اس شوکت و حشمت سے چلی جب کہ سواری — قل تھا یہ حرم مین کہ چلی باد بہاری

اقصیٰ مین پکارا تھا کہ ہین حجت باری — سرچشمہ مذاہب کے ہوئی آس سے جاری



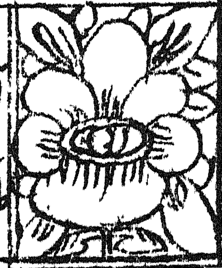
خالق کے سوا تھا نہ پتا ارض و سما کا

اوس وقت بنا نور رسولِ دوسرا کا



واحد کا یہ سایہ ہے خلف فخرِ سلف ہے — موسیٰ کا یہ سرتاج ہے عیسیٰ کا شرف ہے

قرآن ہے گواہ مصحفِ ناطق کا خلف ہے — یہ ایک ہے آمد کی خبر چار طرف ہے



آدم تھے ابھی طین مین اور آپ نبی تھے

طرفہ کہ پسر تھا نہین حب باپ نبی تھے



مسجود ملایک اگر انسان تھا تو یہہ تھا
گر نوح کی کشتی کا نگہبان تھا تو یہہ تھا

جو شوکت و حشمت مین سلیمان تھا تو یہہ تھا
یوسف کے اگر حسن مین یکسان تھا تو یہہ تھا

ہر عہد مین جو رتبہ معراج بڑھا ہے
خاکی بھی بنا تو سر افلاک چڑھا ہے

گر حرف دوئی شان الٰہی مین نہین ہے
واحد ہے کہ دو وصل و جدا ئیمین نہین ہے

اس سا بھی کوئی سارے خدائیمین نہین ہے
مذکور یہہ داؤد و نسائیمین نہین ہے

بر سونکی عبادت مین فقط نیک ہمیشہ سے تھے
یان لائیمین مرکز دیکھا ایک ہمیشہ سے تھے

وان خالق کونین یہان سید لولاک
وان چار مقرب تو یہان صاحب ادراک

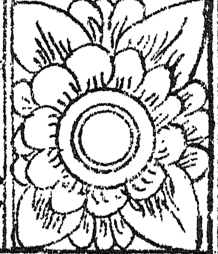
وان پانچ الو العزم یہان پنجتن پاک
محکوم وہ خالق کے اطاعت مین ہین چالاک

کیا فرق بجز میم ہے احمد و احد مین
یہہ میم ہے تسلیم ہے احمد و احد مین

حمید الدین

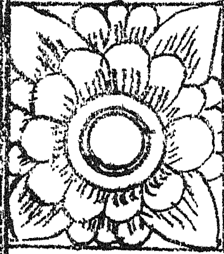
اقصیٰ مین جو پہونچا وہ شہنشاہ سر افراز
روحون نے کیا آنکے اکرام و اعزاز

پھر جانب افلاک جو رف رف نے کی پرواز | تھا ہر خطا کہ گنجشک سے لیتے جاتی ہے شہباز



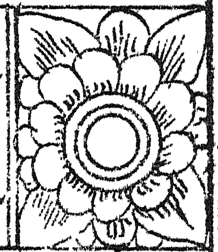
ہمت نے وہاں دامن لولاک پکڑ لی

جبریل نے بھی خوف سے فتراک پکڑ لی



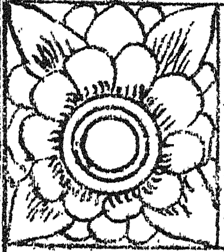
ہر گام پہ سبقت تھی اسے پیک صبا سے | وہ تیز اڑا جاتا تھا شمشیر دعا سے

تند یہیں بڑھا جاتا تھا وہ سرد ہوا سے | معراج میں بالا رہا وہ فضل خدا سے



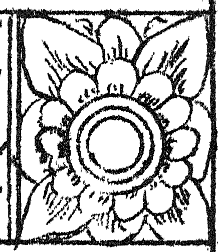
تشبیہ کہیں برق کہیں اور کہیں باد

ہر جا پہ نیا رنگ بدلتا تھا پہ بیزاد



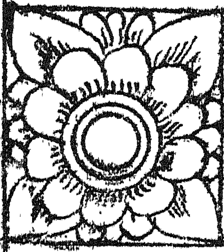
وہ خاک سے گذرا پہ اسے گرد نہ پہنچی | وہ آب سے گذرا پہ اسے سردی نہ پہنچی

وہ باد سے گذرا پہ ہوا سرد نہ پہنچی | وہ نار سے گذرا اسے لو زرد نہ پہنچی



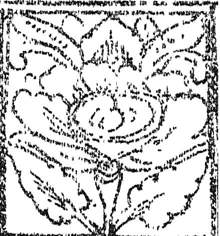
راکب جو جہاں میں شہ ابطح ہوا تھا

ہر کرہ میں مرکب سر انواع ہوا تھا

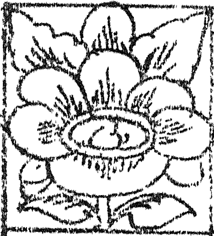


کیا حکم لگاؤں کہ وہ ہیں اذن سے خالی | پہنچے نہ وہاں اسپ تصور و خیالی

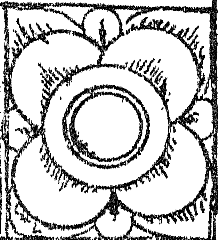
ہر دو ہیں مقابل ہیں صوری کے مثالی | راکب جو جلالی ہے تو مرکب ہے جمالی



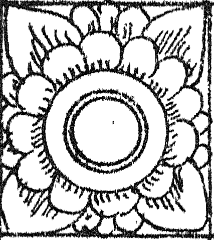
کیا ایک سبب کرے فکر وہ سیار فلک کے
تھا لاینفک سمجھا ہوش نہیں جن و ملک کے



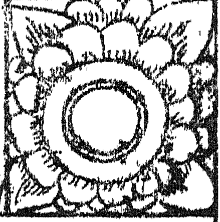
حیران ہوں میں کہوں کیا کہ نہ تشبیہ نہ تطبیق
نہ صاحب احکام ہوں نہ منکر تصدیق
مگر گرم حقیقت میں ہوں ہوتی نہیں تحقیق
اتنا تو کھلا بعد بہت غور و تعمیق



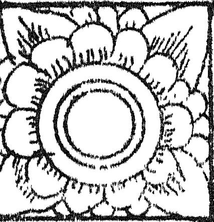
عالم جو محدث ہے وہ صنعت ہے خدا کی
معراج ہے تصدیق رسول دوسرا کی



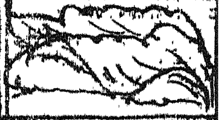
مدرک نہیں ادراک میں وہ صاحب اوصاف
محسوس مگر صورت آئینہ شفاف
معقول نہیں مبہم ہے تمیز اسکی نہیں صاف
مدرک نہیں معقول کہ اسکو کرے اصناف



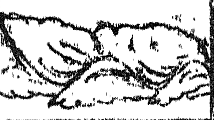
ہستی میں ہے معقول کہ معراج نبی میں ہے
امکان سموات کا یاں ذہن غبی ہے



کیا نفس مجرد سے تکمیل قصور
کیا خاک کرے ذہن یہاں صدق تصور
کیا نسبت سکین و کیا قطع وہ تاثر
حسرت رہی حکما کو تحقق کو تیسر



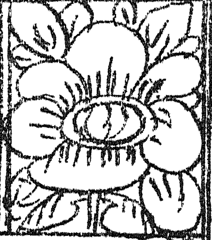
وحدت میں نہ باقی تھی حصولی و حضوری



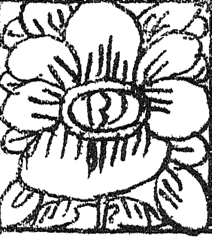
یاں رات میں اک ہو گئی کیسی صفدری

کیا فکر رسا کر سکے مجہول کی تحصیل
تسکین متحیر کو نہ معقول کو تفصیل

جب اہل نظر سے نہ کی معروف کی تکمیل
جب غور سے دیکھا تو ترادف ہے نہ تفصیل

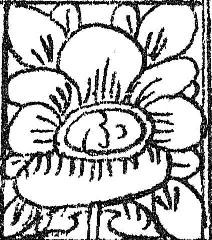


یاں غور مکاں پر کہ مکیں ہے یا نہیں ہے
الا کے سوا اور نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

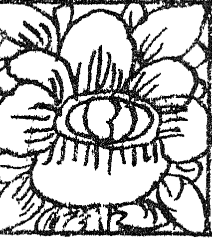


کیا نقل مطالب میں کرے ذہن مبادی
موضوع نہ محمول نہ جزئی نہ مساوی

مافوق تعقل ہیں اوامر و نواہی
امکان بشر پائے کب اسرار الٰہی

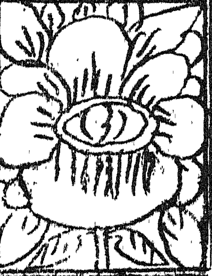


ماتا ہے کہ خورشید سے پر نور قمر ہے
کیوں مہر منور ہے کچھ اسکی بھی خبر ہے



ہاں حضرت منطق کہو قانون کے آلے
مشفق نہیں کام اسے یہاں پہ یہ رسا

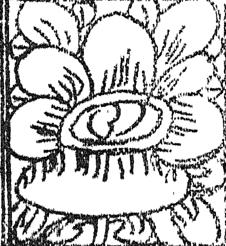
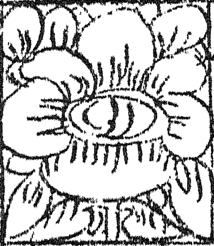
دکھلاؤ تو معقول کے حیلے و حوالے
آئینۂ خاطر سے کدورت جو نکالے



تشیح کرے خاک کہ وہ آپ غلط ہے
لیتا کسکو مدد دیگی کہ طوفان میں ہی بط ہے

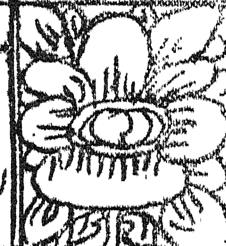
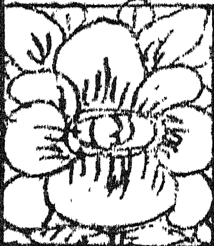


حسب امر پیغمبر تناہی ہے مسلسل | کیا لغو مولف ہو مشبع و مدلل
کیا اوسکو ہو ہر دواتی کرے جو ہر سے مکلل | منطق نہ سکے جسکو مشرح و مفصل

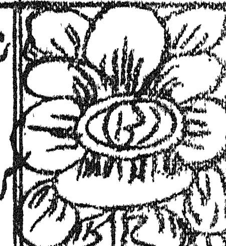
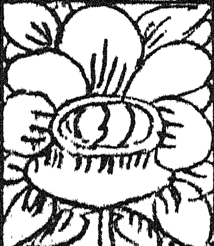
جو دور و تسلسل ہے وہ کیا نقل نہیں ہے
منطق میں مگر ناصم کو بھی عقل نہیں ہے

ہیولائی کثیرہ کو جو منطق نے دی ترتیب | دعوی یہ کیا تھا کہ صحیح اسکی ہے ترکیب
تقریب مرام اس کو کہا اور اسے تہذیب | یاں شب میں ہوئی طالب مطلوب میں تقریب

معلوم و معارض تو تہ خاک پڑے تھے
اب مونہہ نہیں آتے تھے بہت مونہہ جو چڑھے تھے

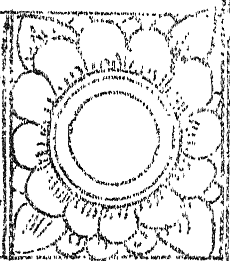
منطق سے عداوت کا جو پیمانہ تھا لبریز | معقول یہ چلتا تھا براہین کا شبدیز
تسلیم تھا مضامین کا طبیعت کی تھی ہمہیز | یہ دیکھکے منطق نے بھی کی سیف لسان تیز

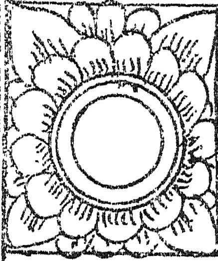
نعرہ یہ کیا عرصہ حجت میں کہ خاموش
کیا مغز خراشی ہے ادہ احسان فراموش

تجھسا بھی جہان میں نہ ملیگا کوئی بے پیر | جو محسن و مشفق کو ہی کھینچے تہ شمشیر

ہیں منتظم بیانی سے تالیف و تقریر | | تصدیق کے امثال تصور کے تصاویر

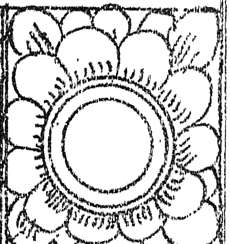


ہیں سنتے تو بھلائی کی وسلے تو نے دغا کی
ہاں سخت خطا کی جو محسن پہ جفا کی۔

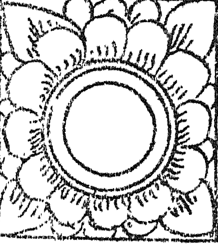


خالق کو کہا ہیں سنے بھی ستار و غفار
وہ مظہر فیوض دو عالم کا ہے مختار

تسلیم کر انبوت کی جناب شہ ابرار
مردود و ملحد ہے جو اس سے کرے انکار

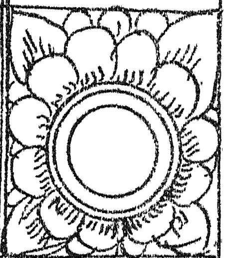


کیا حدس ہیں سب کچھ یہ لکھا صاف نہیں ہے
مشکل یہ کہ تم لوگوں میں انصاف نہیں ہے

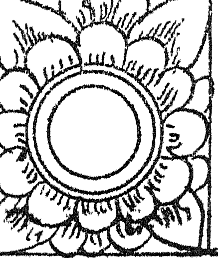


ہاں ممکن و واجب میں کیا کس نے ہے تفریق
کس حجت قاطع سے ہے معراج کی تصدیق

اور کس نے دیا مظہر اعجاز سے تطبیق
کس چیز نے کی مذہب اسلام کی تحقیق



منطق کو جو کہتے ہیں رہ راست سے بھٹکی
عقل اُن کو چھوڑی اور نہ کبھی پاس پھٹکی



تو جس وہاں پہ تھے مخالف کے صد اجوق
وہ کون تھا تسلیم کا پہنایا انہیں طوق

تقریر منافق کی سی کرتے تھے بصد شوق
سب نے لکھا امکان بشر سے یہ ہی ما فوق

علامہ کسی سے بھی وہ کب نبرد ہوئے تھے
ہاں مہر تعقل سے تو لب بند ہوئے تھے

ثابت قدم اُس جا پہ رہا پائے تعقل
الحاد کا تھا شور عقاید میں تزلزل

عابد کو تھا ابقائے بنا دین تساہل
صف آرا منافق تھے بشوکت و تجمل

اُس عہد پُر آشوب میں حملہ تھا عجم کا
تائید خدا کی تھی و منطق کا قلم تھا

واں سیف زبانی تھی یہاں رطب اللسانی
واں جان فشانی تھی یہاں عذب بیانی

واں نقش نہانی تھا یہاں لطف سبحانی
ظاہر میں وہ فانی تھے تقریر غرض معانی

معقول کی عزت فقط اس سے ہی بڑھی تھی
مذہب کی سپر ہو کے وہ لاکھوں سے لڑی ہے

گر آپ کو شک ہے جو کہ منطق نے کی تالیف
منطق کو اٹھا دیکھئے تھوڑی سی تکلیف

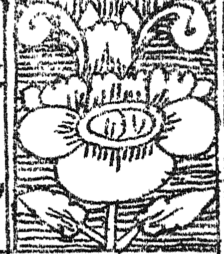
تحریر بعبہ اسحاق کی حنفیوں کی تصنیف
ان لوگوں نے منطق کی تہِ دل سے کی توصیف

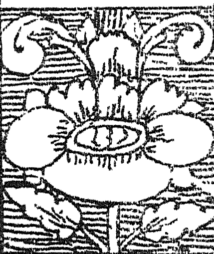
یوں لکھتے ہیں وہ شیخ بیکس منطق کا حوالہ

منطق کے دلایل سے ہر کہیو نکو شفا

منطق سے ملی اسلام کی ہر وقت حمایت
ہم پیچھو نکی باتین سنی جیہو ہری شہ سبت

امداد محقق کی علما کی نیابت
آخر یہ کی ترک فقہا کی رفاقت





جنکے لیے زنقا سے کیا ہین نے کنارہ
وہ سیف زبان دل سے کیے دیتے ہین دو پارہ

کافر کوی کہتا ہے کوی کافر مطلق
بے پیر کوی کہتا ہے کوی مذہب مشفق

باطل کوی کہتا ہے وہ ملحد کوی ناحق
وہ سیف زبانی کہ دل تیغ و سنان شق

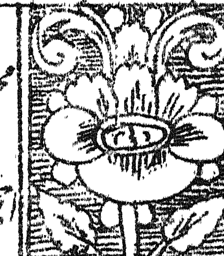


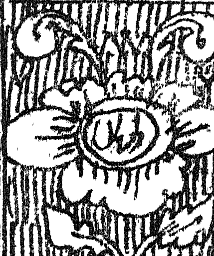


سہوا ابھی ہوا کوی جو منطق کا خریدار
تو رسوا اسے کرتے ہین ملا سر بازار

عاقل ہو تو کیجو نہ عداوت کی کبھی سیف
ترجیح بہر کیف ہی سودا کو تلی الصیف

جاہل ہی سہی آپکا خادم ہے بہر کیف
جو دوست و دشمن کو نہ پہچانے تو حیف





محسن جو ہوا اپنا برا اس کو کہیں کیسے
اچھا ہے کہتے ہین برا جو نہیں کہتے

بچپن میں ... پایا تھا تعلیم | مخصوص نہ تھی ... کی تھی [illegible]

تفصیل کو سمجھا ہے نہ مشہور و تسلیم | ... ناطق ... کی کچھ [illegible]

بچپن میں ... شوق ... ہر بات [illegible]

اطفال مسلمان ... نہیں ... [illegible]

دیکھے نہ صورت ایک گہر زادہ نہ تھا | ... لیا ہاتھ ... قرآن و سبق ...

خود دام ... و صیاد و ... | آتا ... نہیں کچھ مگر استاد و ...

شمشیر زنی دیکھی نہ ... کبھی

... میں تھی ... مگر نام جہانگیر

خاموش لبوں پر ہے پیران ریاکار | کیا تیز زنی ہے یہ خبردار خبردار

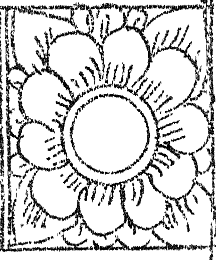
کلمات ہر حرف ... بہکو ... | ... لسان فاعتبروا یا اولی الابصار

اے پیر ہر حرف رہ کج فہم و مدہوش

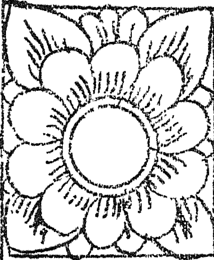
گنتا ہے ... طفلک احسان فراموش

وہ بچہ ... دیکھ کے ... | ہے تیر نظر کا دل دلدار نشانہ

بالفرض نہیں سمجھاؤں دل احمق وہ اتنا
ہنس ہنس کے گر شیشہ میں اتار دکھلیں سینا

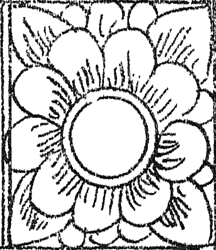


سب ہوش بھی ہے خلعت مظہر حق ہے
بچھ تو سے بڑھ ہوں کو مگر اوس سے قلق ہے

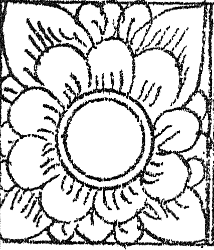


ہر محفل و مجلس میں جو تھے صاحب اعزاز
اپنے وہ بیگانے کو کیا جس نے سرافراز

حیرت کہ مدد دیوے تری طبع نیا ساز
کیا صدق شعاری ہے جیہ کر پیر و قبل باز

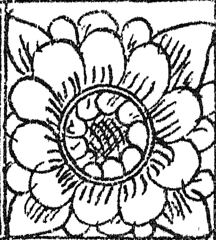


خواہان مدد تو تیرا استاد ہوا ہے
اسلام کہیں طالب امداد ہوا ہے

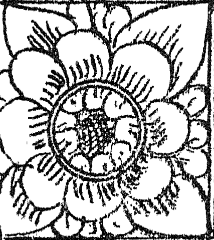


جب سرحد اسلام میں پہنچا قدم شوم
دہری کی بن آئی و ملاحد کی ہوئی دھوم

ظاہر میں وہ تھے موحد اسلام سے موسوم
در پردہ یہ کوشش تھی کہ اسلام ہو معدوم



ہنس ہنس کے اڑاتے تھے وہ اور پوچھتے رو کے
اسلام کے پیچھے تھے پڑے ہاتھ وہ دھو کے



جب راسخ الایمان اٹھے باغ جہاں سے
مرجھانے لگا گلشن توحید خزاں سے

جو نخل تھے نوخیز کٹے سیف زباں سے
کمھلا گئے سب غنچہ و گل سحر بیاں سے

کعبے میں کہنچا نقشۂ تقصیر بتوں پہ
کس نے یہ کیا الحاد کو ہستی کے نگینوں پہ

اسلام نے دیکھا کہ یہ ہیں دشمن بیباک
سب سے جو معاون تھے وہ ہیں خاک تہ خاک

ہے چار طرف دور حریفان تھے افلاک
جو ضرب حکومت میں تھے وہ ہو گئے بیباک

ناچار رکھی پیش نظر رزم و نجم کی
شمشیر رگ حجت قاطع بھی علم کی

آلایشِ منطق سے مسائل کو کیا پاک
اب شکل دکھی پردہ مبہم جو ہوا چاک

ہر شخص لگا کہنے کہ یہ کون ہے سفاک
جو غور سے دیکھا تو وہ مشفق ہیں یہ ہی کا

دنیا میں تو اس سا کوئی آزاد نہ ہوگا
پھر مکر تو ابلیس کو بھی یاد نہ ہوگا۔

پیرایۂ الفت میں خصومت کی غضب ہے
در پردہ جو آتا ہے عداوت کی غضب ہے

کیا کچھ خلل انداز شرارت کی غضب ہے
ناحق کہ جو توہین و حقارت کی غضب ہے

گر فضل خدا شامل ہر کام نہ ہوتا

اسلام کا دنیا میں سر انجام نہ ہونا

اس بے پیر بدکار سے اللہ پناہ دے
اس ظالم و غدار سے اللہ پناہ دے

اس سہ پیر مکار سے اللہ پناہ دے
اس ہرزہ و غدار سے اللہ پناہ دے

اللہ نہ دکھائے کہ ہے نسناس کی صورت
بھاگا یا ذوی الفہم کو خناس کی صورت

محجوب ہوا پردہ حاجب جو ہوا دور
اب آنکھ کھلی جاتا رہا آنکھ سے جب نور

کروٹ لی جراحت سے ہوا جب بدن چور
اب ہوش میں آئے کہ بنا زخم کا ناسور

جب سہم تکلم نے کیا چھلنی بدن کو
اب نزع میں پوچھے ہیں کہیں منہ سخن کو

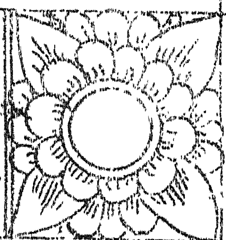
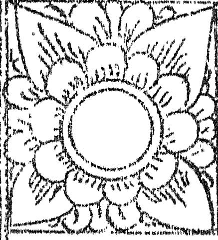
متعارض دلائل سے تو پارینہ ہیں اوراق
اور قالب مضمون کی لطافت بھی ہوئی طاق

منطق سے بچھڑتے ہیں سبھی سست و شفاق
کہ ٹوٹ گیا طلسم یونان و اشراق

ہے پاس کہ دفتر ہیں پھٹے نظم و نسق کے
باطل جو ہیں منکوب ہیں اوراق جو ہیں حق کے

جو بندۂ احسان تھے سو وہ ہو گئے مجنون
آزاد ہو سے دام دو دیں جو تھے مرہون

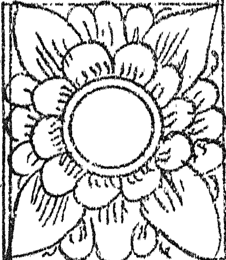
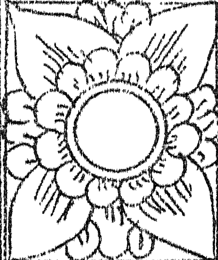
آوارہ ہو اسحاق تو دیوانہ ہے مامون
جمع تھا پراگندہ ہوا صورت شیون

یاور ہے کوئی اور نہ کوئی پشت پناہ ہے
جس گھر سے بنا علم عمل کی تھی تباہ ہے

جو پیاس سے ہے مشتعل کو کہ چہرہ ہی ہوا زرد
اور تو شو فلک دیکھ کے بھرتا ہے دم سرد

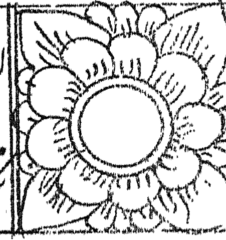
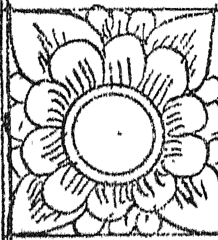
ہاتھوں سے جگر تھام کے روتا ہو وہ ہے [illegible]
وہ بین کہ نالاں ہیں پس پردہ زن و [illegible]

جو تخم کہ بوئیگا وہی پاے گا ہر بار
جو بات کہ حق ہے وہ ہے خاطر پہ گران بار

ہم سمجھے کہ مقتول کوئی دم کا ہے مہمان
مامون و مقتول دو قالب ہیں تو اک جان

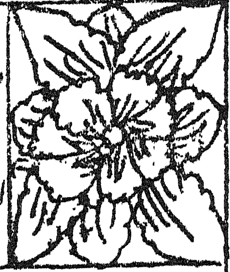
تجہیز و تکفین کا مہیا کرو سامان
مامون کا ادھر دم چلا اور اس کی ادھر جان

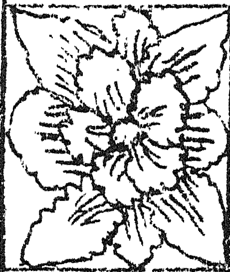
اسکا جو یہ پالا ہے تو اوس کا وہ نوازا
نکلیگا پس و پیش ہی دونوں کا جنازا

لیکن یہ تو زندہ ہے مگر یار کو مارا
اس کافر مطلق نے تو دیندار کو مارا

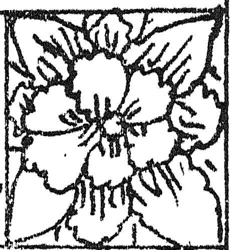
اس پیر نے تو صاحب تلوار کو مارا — اسی باقی شرف سے شہ ابرار کو وارا



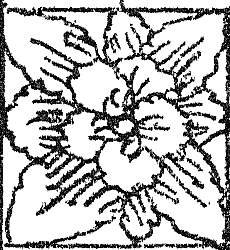
ناموس ہے نہ تخت ہے نہ تاج و علم ہے
اسلام میں موجود ابھی شوم قدم ہے



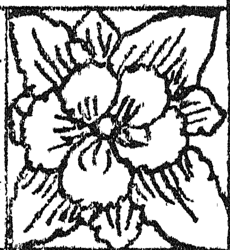
حالت یہ عثمیٰ تو نے بھی کی پیرِ دغل باز — اسلام کا انجام ہوا الحاد کا آغاز
کنجشک سے گنجشک ہے شہباز سے شہباز — خالق نے کیا پست کسی کسی کو سرافراز



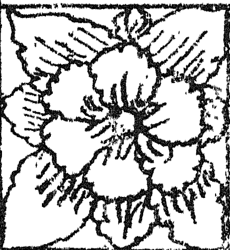
جاتی ہے صدا کوسِ ظفر کیسی کی کوس
وہ کون ہے ملتا جو ہر دم کفِ افسوس



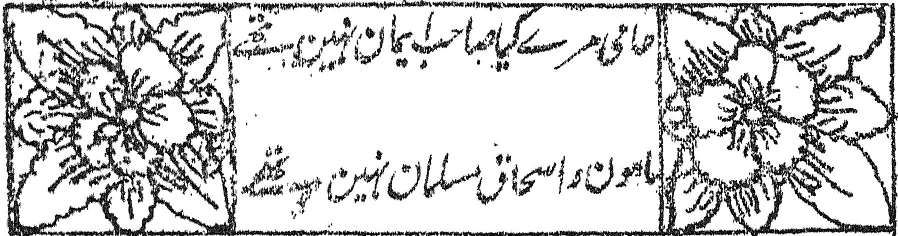
ہر طعنِ سنان سے کھلا منطق کا ہر اک بند — یہ غیظ و غضب دیکھ کر منطق کا تھا دم بند
اب عرصۂ حجت میں نہ جدول تھا نہ دربند — چھپتے تھے پس پشت سپر سیف سرافگند



حالت تھی دگرگوں مگر اپنی کو سنبھالا
اس پیر نے چھپر سے ٹٹی میں پاؤں نکالا



بد تلخ زبان مجھ سے کیا بات ہے پیر — خواہی نخواہی جو تو ہوتا ہے گلوگیر
کیا میری خطا ہے وہ ہوئی کونسی تقصیر — کب میں نے ملاحدے کی تحریک و تحریر



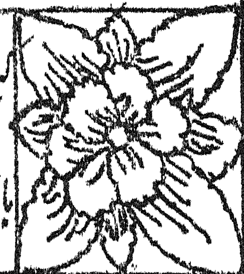
حامی ہر سے کیا صاحب ایمان نہیں ہے شخص

ہاتھوں وہ اسحاق مسلمان نہیں ہے شخص

بیٹے پہ کے اڑانیکی یہ عادت پڑی کب سے
دو باتیں ہنر بتانے کی یہہ عادت پڑی کب سے

لڑکوں کو چڑھا لینے کی یہہ عادت پڑی کب سے
آپس میں لڑائی کی یہ عادت پڑی کب سے





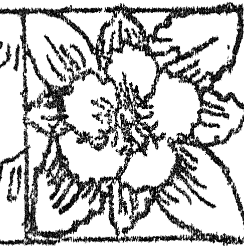
کیا فتنہ طبیعت ہے شر انگیز ہے شریر یار

باتوں میں لڑا دیتی ہے دونوں کو ہر بار

اے طفلِ جفا کار ذرا خوفِ خدا کر
اے دنیا پرو مکار ذرا خوفِ خدا کر

اے شکلِ دل آزار ذرا خوفِ خدا کر
اے ظالم و غدار ذرا خوفِ خدا کر





انسان جو بے شر ہو وہی نیک ہے شفیق

لاکھوں میں کروڑوں میں وہی ایک ہے شفیق

گر عہدِ گذشتہ کی یہ کرتے ہو شکایت
منطق کو نہ اسلام سے کچھ بھی تھی خصومت

معقول کے پردے میں سب انکی تھی شرارت
جن لوگوں کو اسلام سے قلبی تھی عداوت





سمجھے نہ عبارت کو گو وہ اہل زبان تھے

خارج ہیں کیا غرور وہ لازم ہیں نہاں تھے

مشغول تھی سنتی تھی بحث و گریبان | حلقوں میں سے کوشش تھی کوئی ایک بھی جان
کٹا تھا سخن سیف بلاغت سے ہر آن | ہر طعن سنان کرتی تھی نیزوں کو پریشان

شمشیر کی حجت قاطع جو علم تھی
بس صورت حجت جو وہاں پہنچی قلم تھی

وہ سیف زبان کرتے تھے ہر پہلو سے چلا | یکجان تکلم کا بس جاتا تھا جھلا
جب کہ بیت سخن پڑھتے تھے ہو جاتا تھا کلا | مشغول حرب میں تھے وہ سر کلمے جواب کلا

ہر اک کو یہ فکر کہ اس کو کرو مغلوب
تھا زمیں ہوں چار ہیں یہ سب ہیں ہم محجوب

دوران تقریر میں پلٹ جاتے تھے شبدیز | حجت کی کھینچی باگ الٹ جاتے تھے شبدیز
جب طعن کیا بڑھ کے تو ہٹ جاتے تھے شبدیز | چل جاتی تھی جب سیف تو کٹ جاتے تھے شبدیز

وہ سیف زبانی کہ جیسی امن پس قاف
بے سر تھے پڑے حرفوں کے مضمون تھیں صاف

تھم تھم کے لپٹ جاتے تھے خونریز جیالات
رک رک کے جھپٹ جاتے تھے خونریز جیالات

رہ رہ کے جھپٹ جاتے تھے خونریز جیالات
تھم تھم کے لپٹ جاتے تھے خونریز جیالات

کھنچے تھے جو نکالے ہوئے ہر سو وہ سب لگی تھے
یہ خوف ہوا سب کو کہ منہ ڈھانپ لیے تھے

لڑتے تھے مستان سخن میں کبھی دو شیر
اس عزم و بالجزم سے ہوتی تھی اٹھا پھیر

ہر پنجہ زبردست پلٹ کر کے شتابیر
دندان منہ سے پس پیش لگی ڈھیر

وہ ضرب جلی کہ نفی اثبات کے تھے
بے سر تھے سخن نقش مضامین کے پڑے تھے

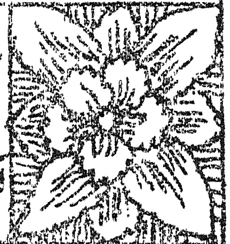
چہرے سے تھے ظاہر غضب و غیظ کے آثار
تکتے تھے وہ منہ کو نظر تیز سے ہر بار

ناگاہ یہ ہوا غل کہ خبردار خبردار
بالائے فلک پہنچ گئے احمد مختار

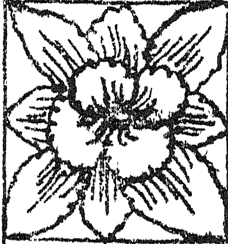
دیکھو تو کہ خورشید مقام قمر آیا
حیرت یہ ہوئی رات تھی پر دن نظر آیا

فرزند پدر سے ملا اور نور بصر سے
دلبند ملا سینے سے اور لخت جگر سے

وہ صادق الاخبار ملا پیک لکھے ہے
آدم ہیں نقل گیشہ جن و بشر ہے

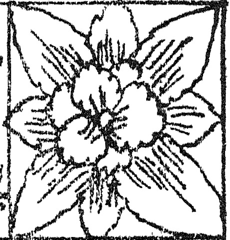


یہ نور نظر راحت جان فخر سلف ہے
آدم کا ہے سر تاج تو حوا کا شرف ہے

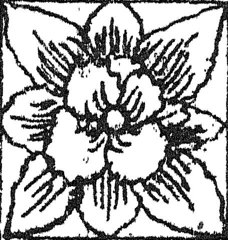


دو پائے آدم کے چپ و راس نمودار
راہ ایک کی جاتی تھی در جنت گلزار

جاتے تھے سعید ایک سے اور ایک سے بدکار
اور ایک سیہ کاروں کو لے جاتی تھی نار

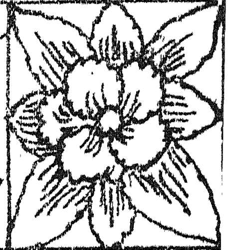


دنیا میں جو پوچھو تو مہلت ہے اجل کی
پوری جو ہوئی یہ تو ہے پاداش عمل کی



جو چاہے کرو چند نفس کی ہے مہلت
خاطر و مدارات عداوت و خصومت

نیکی یا بدی ظلم و ستم خلق و مروت
یا زجر و اہانت و تکبر یا اعانت



آخر یہ عمل سات ہے اچھا یا برا ہو
دینا ترے پاس ہے کھوٹا یا کھرا ہو



یہ دہر پر آشوب رہ رنج و محن ہے
جو قامتِ نوخیز ہے وہ پیر کہن ہے

ہر نخل خزاں دیدہ ہے وہ خشک چمن ہے
قصر اس کا اگر گور تو ملبوس کفن ہے

جو طبل و علم رکھتے تھے بے نام و نشاں ہیں
احباب جو کل بستے تھے وہ آج کہاں ہیں

یہ حرباصفت رنگ بدلتا ہے ہر اک آن
کھنڈر پڑے ہیں وہ جہاں بستے تھے انسان
ہوتی تھی جہاں بزم طرب وہ ہیں سنسان
جو زینت عالم تھے مکاں اب وہ ہیں ویران

اڑتی ہے وہاں خاک جہاں طبل و علم تھا
مسکن ہیں درندوں کے جہاں جاہ و حشم تھا

مقصود نفس جب کہ ہوا ارض و سما ہیں
ممزوج عناصر نفس ارض و سما ہیں
خواہش کا تقاضا ہے کہ رہ فکر غذا ہیں
تاکید اجل کی کہ تو ہے دست قضا ہیں

خواہش کی یہ ترغیب ہے کر شکر تو زر کی
کہتی ہے قضا آکے پناہ مانگیو سر کی

کیا قدرت خالق کا عجائب ہے تماشا
ہر شخص کو دیتی ہے صدا موت ادھر آ
غافل تو جہاں تو ہے چند نفس کا
جو آج گھوارے میں ہے کل گور میں ہوگا

تیری جو اقارب ہیں وہی مٹی کریں گے

جب جبین پر پڑیگا تجھے مٹی مین دبنے

یہ دہر پر آشوب ہے مکار ہے غدار
دیتا ہے نیا داغ یہ دلسوز دل آزار
پالے جو پڑا اسکے نہ جانبر ہوا زنہار
ظاہر مین تو محبوب ہے باطن مین ہے خونخوار

خطرہ کا دے جانکا جو عاشق زر ہے
دشمن ہوں تیرے لاکھ یہ وہ بانی شر ہے

جو طالب زر ہین نہین ملتا انہین آرام
جن طمع و ہوس کا چڑھا رہتا ہے سحر شام
رونا ہے تو پیسے کا وہ دولت کا ہے کہرام
دنیا سے غرض ان کو عقبیٰ سے نہین کام

کوڑی اگر نام لو دیدیتے ہین جی سے
چمڑی تو چلی جائے کہین جائے نہ دمڑی

جو طالب ہین وہ ہین ننگ ناموس
زندان غم و رنج و محن مین وہ ہین محبوس
رگ رگ مین بھری حرص و ہوا صورت منحوس
ہر تار قبا دام ہوس زینت ملبوس

جب آئی اجل دولت و دنیا یہ ہے سب ہیچ
دستار فضیلت کا ہر اک پیچ ہے پر پیچ

رفتار زمانے پہ کرین آپ ذرا غور
یکسان نہین رہتا ہے زمانیکا سدا دور
اسکے ہین نئے رنگ نئے ڈھنگ نئے طور
کل کچھ تھا تو ہے آج اور کل ہوویگا کچھ اور

ڈھونڈو جو فرزند ہین سے اب کوئی نہ ہونگے
وہ آج نہین ہین چلو کل ہم بھی نہ ہونگے

کرتا ہے سفر یان سے یکے بعد دیگر
مرتا ہے پدر کل تو پسر آج برادر
روتا ہی کوئی خون کہین خاک ہی برسر
کس طرح سے بے خوف ہین ہم اللہ اکبر

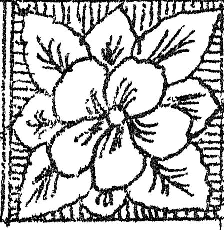
مرتا ہی مرے حرص و ہوا کم نہین کرتے
لمحے سے زیادہ کبھی ہم غم نہین کرتے

ہم کرتے ہین مرنے کا جوان مرگ کے ماتم
اتنا بھی سمجھتے نہین وہ آج تو کل ہم
سامان اجل اپنا بھی ہوتا ہے فراہم
ہمدم جو چلے آج نکل جائیگا کل دم

کچھ خوف و خطر موت سے واللہ نہین کرتے
ہم دست طمع کو کبھی کوتاہ نہین کرتے

آتی ہے صدا گور سے تخت نشین سے
کہتی ہے تمنا کہ ستاج و نگین ہے

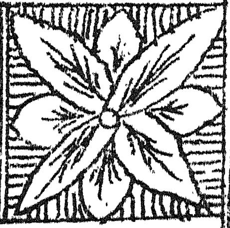
حسرت کا بیان ہی کہ وہ اب زیر زمین ہی | لکھی سے ہے قضا ہاں نہ تھا مگر اتنو نہین ہے



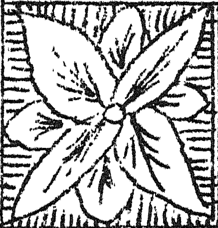
حاکم جو قضا کے تھے وہ ہین پلے قضا کے
بگڑی ہوئی صورت ہی طپانچون سے فنا کے



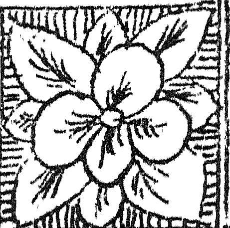
ہستی مین جو آئی تو ہوئے چاند اجالا | تھے نور نظر باپ کے اور مانکا نظارا
کھا کھا کے بلی لال یہ سونے کا نوالا | بیچین ہوئے یہ تو ہوا گھر تہ و بالا



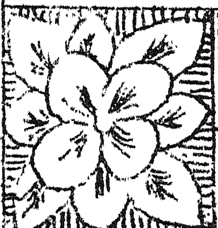
ماں آنکھین بچھاتی تھی جو چلتے تھے اکڑ کے
اب گور مین لائی ہے انہین موت پکڑ کے



کرتی تھی دعا ماں یہ شب تسمیہ خوانے | سرسبز مرے لال کا ہو باغ جوانے
اک چاند سے دولہن کو بیاہ لائے یہ جاتی | اسدن کے لئے منتین کیا کیا نہین مانی



اس لالی کی دنیا مین سدا جلوہ گری رکھ
مین کوکہ جلی ہون تو مری گود بھری رکھ



الحمد للہ کہ ترو تازہ ہے گلزار | الشکر کہ شاداب ہوا چہرۂ گلنار
الفضل کہ سرسبز ہوا سبزۂ رخسار | حسنت کہ لوٹی نخل جوانی ہوا پربار

پروان چڑھا لال کیا فضل خدا نے
بر لایا تمنائے دلی نخل دعا نے

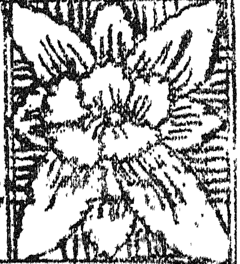
سلطانِ سلاطین ہے اور مالکِ اقلیم — زیبندہ اورنگ ہے اور زینت دیہیم
ہے مرجع خلق اللہ ہے اور قابل تسلیم — ذی عزت و توقیر ہے اور واجب تعظیم

کیا غم ہو کہ دولت میں ہی قارونکی ہمسر
حشمت میں سلیمان ہے تو شوکت میں سکندر

اسباب طرب عیش و نشاط انکے لئے تھا — نغمہ دف و چنگ و رباط انکے لئے تھا
پیراہن بہجت و بساط انکے لئے تھا — ہر موسم و ماہ شباط انکے لئے تھا

ہر جشن خوشی عشرت جمشید ہوا تھا
ہر رات شب قدر تھی دن عید ہوا تھا

تھے بزم نشاط آرا جوان مہوش و گلفام — سرشار مئے مست تو شیدائے دل آرام
مشہور بہ سر آوردہ دارفتہ و بدنام — جز بادہ پرستی کے نہیں انکو کوئی کام

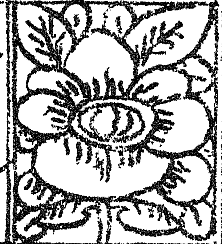


ہر بزم میں خوشی تھی ہر اک تان نہا مدہوش
حاضر کی یہ حالت تھی کہ غائب تھی فراموش

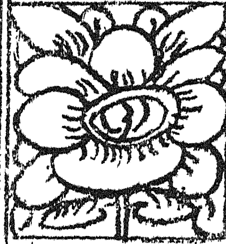


جز بادہ کشی اون کو نہ تھا شغل کوئی اور
کرتے تھے مئے ناب کا احباب جہان دور

خدمت نہ ادا نہین آتی کا فرو ایہ نہ کچھ ہوس
مجنون کی سی حالت تھی تو دیوانونکی تھی ڈہب

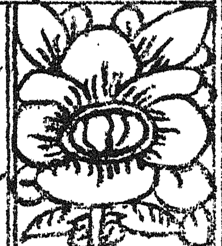


جس دوش پہ شیطان ہو اوسکو گوش نہین ہے
کیا پند سنے وہ کہ جسے ہوش نہین ہے

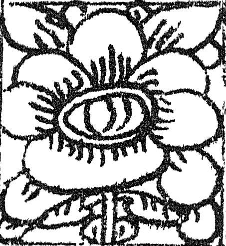


کہتا تھا نصیحت کی اگر کوئی نمکخوار
ہو جاتے تھے اوس یار کی صورت سے بیزار

ہوتا تھا وہ زندان عقوبت مین گرفتار
محبوس حرم ہوتے تھے لٹ جاتا تھا گہر بار



سب ہیچ زن و فرزند سلاسل بہ سلاسل
اک بات تھی کیا کہ قیامت ہوئی نازل

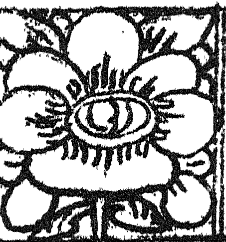


اوس ناصح مشفق کی نصیحت کی سراسر
محبوس ہوے سب زن و فرزند و برادر

بے پرسش احوال ہوے قتل وہ یکسر
اوس جرم مین ڈہیلا رہا گہر کی جگہ پر

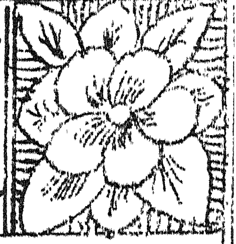
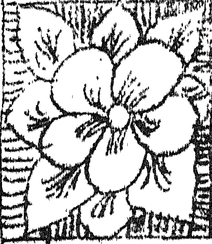


اوس تلخ نصیحت نے غضب گہیر لیا تھا
کج فہم نے اوسجا پہ ہل پھیر دیا تھا



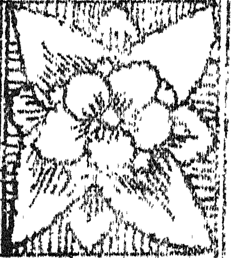
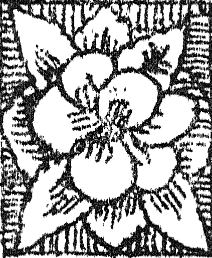
مشغول رہا کرتے تھے بس عیش و طرب مین
بڑھتا تھا قدم روز وہ حرص و طلب مین

ناگاہ گرفتار ہوئے قہر و غضب میں | واں زور ہوا بخت سے پیچھے جانی قلب

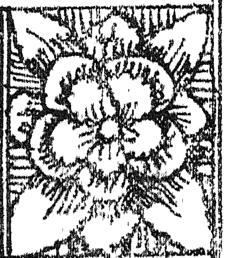
غفلت میں اجل آ گئی ازخود ہوئی رفتہ
لے آئی قضا تا بہ فنا دست گرفتہ

ناگاہ قضا آکے ہوئی اونکی گلوگیر | تدبیر و علاج اور دوا نے نہ کی تاثیر
تشخیص حکیمان کی الٹی ہوئی تدبیر | پر خشم و غضب نے اوسی وقت کی تعمیر

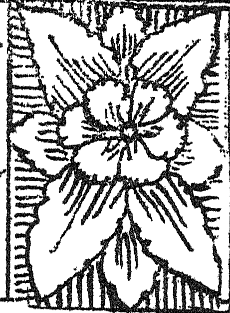
وہ شوکت و حشمت ہے کہاں آج اور بد خو
کہاں ہیں جو گراتے تھے پسینہ پہ لہو کو

وہ جاہ و حشم افسر و لشکر ہے کہاں آج | وہ تاج و نگین خلعت پر زر ہے کہاں آج
وہ ملک و زر و سیم وہ ظفر ہے کہاں آج | کیا ہو گئی وہ زینت سر ہے کہاں آج



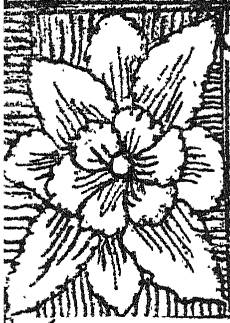

کل مالک اقلیم تھا اور شاہ زمن کا
صد حیف کہ وہ آج ہے محتاج کفن کا

بس عالم تمثال سے اب لکھ چکا امثال | دکھلا دیا اس دہر پر آشوب کی سب چال
پر عالم تمثال میں بن گیا تمثال۔ | اللہ کرے خیر کہ ابتر ہے مرا حال



قابو میں نہ دل ہے نہ زبان ہے مرے یعنی

آیا ہے بڑھاپا مجھے تیئس برس میں



اعدا میں رعشہ ہی لرزتا ہی سراپا

موںھہ بالا دسر گالا ذرا دیکھو تماشا

ڈہل ڈہل کے بہا جاتا ہی اب خون جگر کا

اکسان مجھے آیا ہے جوانی دو بڑھاپا

واسطے سند اسبات کے کہ یہ کتاب
طبع ہوگئی مطبع عزیز دکن کی
ہے لہذا مہر مطبع کی ثبت کیگئی

اب شمسہ کچھ جینے کے آثار نہیں ہیں

ظاہر ہے کہ یہ بچنے کے آثار نہیں ہیں



تمت



الحمد للہ والمنہ درین ایام فرخندہ فرجام کتاب لاجواب از تصنیف منیف طوطی شکرستان بلاغت وعندلیب گلستان فصاحت اعنی جناب معلی القاب سید لطف شفقت حسین عرف ابو المحاسن متخلص شمسی ادام اللہ فیضہ مسمی بریاض شمسی از اہتمام خادم العلما ناچیز جہان محمد علیخان در مطبع عزیز دکن واقع چتہ نواب مختار الملک مرحوم مطبوع گردید

اطلاع کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف کے قصد چہاپنے یا چہپوانے کا نفرماوین